بسم اللہ الرحمن الرحیم

مالی جرمانہ کا شرعی حکم

تحقیق و تنقیح

اختر امام عادل قاسمی

بانی و مہتمم جامعہ ربانی منورواشریف بہار

ناشر

جامعہ ربانی منورواشریف بہار

اسلام میں انسداد جرائم کے لئے حدود وتعزیرات کا نظام ہے، مخصوص جرائم پر جو مقررہ سزائیں ہیں ،ان کو حدود کہاجاتا ہے، مثلاً زنا کی سزا رجم یا حد مقرر ہے، قتل کی سزا قصاص یا دیت وغیرہ مقرر ہے۔

تعزیرات—مفہوم اور حدود

اور جن جرائم کی سزائیں شریعت نے مقرر نہیں کی ہیں بلکہ ان کو حکام کی صوابدید پر چھوڑ دیا ہے، اور حکام جرم کی نوعیت، مقام اور مجرم کے حالات کے لحاظ سے سزائیں تجویز کرتے ہیں، ان کو تعزیرات کہتے ہیں، دیکھئے فقہاء کی عبارات:

☆ألتعزیر ھو عقوبۃ غیرمقدرة شرعاً،تجب فی کل معصیۃ لیس فیہاحد ولا کفارة [1]،

☆يَخْتَلِفُ ذلك بِاخْتِلَافِ الْأَشْخَاصِ فَلَا مَعْنَى لِتَقْدِيرِهِ مع حُصُولِ الْمَقْصُودِ بِدُونِهِ فَيَكُونُ مُفَوَّضًا إلَى رَأْيِ الْقَاضِي يُقَيِّمُهُ بِقَدْرِ ما يَرَى الْمَصْلَحَةَ فيه على ما بَيَّنَّا تَفَاصِيلَهُ وَعَلَيْهِ مَشَايِخُنَا رَحِمَهُمْ اللَّهُ تَعَالَى [2]

---

[1]-المبسوط للسرخسي ۹/۴۵، ط : دار احياء التراث العربى، وفتح القدير 7 / 119 ط الميمنيةبيروت، القليوبى على شرح المنهاج : ۴/۳۰۵، إعلام الموقعين : ۲/۱۱۸ ط : دار الجيل، بيروت، زاد المحتاج بشرح المنهاج : ۴/۲۶۵، ط : المكتبة العصرية، بيروت. وكشاف القناع 4 / 72 ط المطبعة الشرقية بالقاهرة ، والأحكام السلطانية للماوردي ص 224 مطبعة السعادة.

[2]- تبين الحقائق شرح كنز الدقائق ج ۳ ص ۲۱۰ باب الخلع فخر الدين عثمان بن علي الزيلعي الحنفي.الناشر دار الكتب الإسلامي.سنة النشر 1313هـ.مكان النشر لقاهرة.
عدد الأجزاء 6*3.

☆قال ابن شاس الجنايات الموجبات للحد سبعة وما عدا هذه الجنايات ومقدماتها فيوجب التعزير وهو موكول إلى اجتهاد الإمام[3]

☆والتعزير لا يختص بالسوط واليد والحبس، وإنما ذلک موكول إلى إجتہاد الحاكم[4]

تعزیرات کی قسمیں

تعزیرات کی دو قسمیں ہیں:-

۱-تعزیرات جسمانی :جن میں جسم کے کسی حصہ کو تکلیف پہونچائی جائے،ان کے جواز میں علماء اسلام کے درمیان کوئی اختلاف نہیں ہے۔

مالی تعزیرات کا حکم

۲-دوسری قسم ہے تعزیرات مالی،یعنی مجرم کو مالی اعتبار سے زیر بار کیا جائے،اس کی بھی تین صورتیں ہیں:

۱-جس مال یا مقام سے جرم کا تعلق ہو اس کو ضبط یا ضائع کر دیا جائے،مثلاً خراب دودھ یا تیل کو ضبط یا تلف کر دینا،شراب خانہ یا قمار خانہ کو تباہ کر دیا جانا،بت،موسیقی اور آلات لہو،شراب کے برتن اور مشکیزے توڑدینا ،زندیقوں اور ملحدوں کی کتابیں ،مخرب الاخلاق فلمیں،تصاویر اور مجسمے ضائع کر دینا وغیرہ۔

---

[3]- التاج والإكليل لمختصر خليل ج ٦ ص ٣١٩ محمد بن يوسف بن أبي القاسم العبدري أبو عبد الله سنة الولادة / سنة الوفاة 897 الناشر دار الفكر سنة النشر 1398 مكان النشر بيروت عدد الأجزاء 6

[4]- تبصرة الحكام : ۲٫۲۰۱-

اس صورت کے جواز میں بھی فقہاء مختلف الرائے نہیں ہیں، حنفیہ کے یہاں مفتیٰ بہ قول کے مطابق آلات فساد کو توڑ دینا موجب ضمان نہیں ہے:

وَعَلَى هذا الِاخْتِلَافِ بَيْعُ النَّرْدِ وَالشِّطْرَنْجِ وَعَلَى هذا الِاخْتِلَافِ الضَّمَانُ على من أَتْلَفَهَا فَعِنْدَهُ يَضْمَنُ وَعِنْدَهُمَا لَا كَذَا في الْبَدَائِعِ

وَلَكِنَّ الْفَتْوَى في الضَّمَانِ على وقولهما (((قولهما))) كما سَيَأْتِي في الْغَصْبِ وَمَحَلُّهُ ما إذَا كَسَرَهَا غَيْرُ الْقَاضِي وَالْمُحْتَسِبِ أَمَّا هُمَا فَلَا ضَمَانَ اتِّفَاقًا[5]

شوافع کا بھی یہی خیال ہے:

وَالْأَصْنَامُ) وَالصُّلْبَانُ (وَآلَاتُ الْمَلَاهِي) كَالطُّنْبُورِ (لَا يَجبُ فِي إبْطَالِهَا شَيْءٌ) ؛ لِأَنَّ مَنْفَعَتَهَا مُحَرَّمَةٌ لَا تُقَابَلُ بِشَيْءٍ ، وَقَضِيَّةُ التَّعْلِيلِ كَمَا قَالَ الْإِسْنَوِيُّ : إنَّ مَا جَازَ مِنْ آلَاتِ اللَّهْوِ كَالدُّفِّ يَجِبُ الْأَرْشُ عَلَى كَاسِرِهِ وَفِي أَوَانِي الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ خِلَافٌ مَبْنِيٌّ عَلَى حِلِّ الِاتِّخَاذِ ، (وَالْأَصَحُّ أَنَّهَا لَا تُكْسَرُ الْكَسْرَ الْفَاحِشَ) ، لِإِمْكَانِ إزَالَةِ الْهَيْئَةِ الْمُحَرَّمَةِ مَعَ بَقَاءِ بَعْضِ الْمَالِيَّةِ .نَعَمْ لِلْإِمَامِ ذَلِكَ زَجْرًا وَتَأْدِيبًا عَلَى مَا قَالَهُ الْغَزَالِيُّ فِي إنَاءِ الْخَمْرِ بَلْ أَوْلَى[6]

حنابلہ بھی اسی پر فتویٰ دے رہے ہیں:

---

[5]-البحر الرائق شرح كنز الدقائق ج ٦ ص ٧٨ زين الدين ابن نجيم الحنفي سنة الولادة 926هـ/ سنة الوفاة 970هـ الناشر دار المعرفة مكان النشر بيروت

[6]- مغني المحتاج إلى معرفة ألفاظ المنهاج ج ٩ ص ١٤٨ المؤلف : محمد بن أحمد الخطيب الشربيني (المتوفى : 977هـ) [هو شرح متن منهاج الطالبين للنووي (المتوفى 676 هـ)

فهذه الآلات إذا ثبت تحريمها؛ فإنها لا حرمة لها، فإذا أتلفت فإنه لا ضمان على متلفها إذا أتلف ما يكون به الغناء[7]

۲-دوسری صورت یہ ہے کہ متعلقہ چیز کو ضائع کرنے کے بجائے شکل بدل دی جائے، مثلاً جعلی کرنسی توڑنا، اور تصاویر والے پردوں کو پھاڑ کر تکیے وغیرہ بنالینا، اس کی بھی حسب موقعہ اجازت ہے[8]۔

۲-تیسری صورت یہ ہے کہ جرم پر الگ سے کوئی مالی جرمانہ عائد کیا جائے، تاکہ مالی دباؤ سے مجبور ہو کر مجرم اپنے جرم سے باز رہے، اور شاید توفیق توبہ بھی نصیب ہو، اس کی بھی دو شکلیں ہیں:

۱-جرمانہ میں حاصل شدہ مال قابل واپسی نہ ہو، یعنی مجرم کو وہ مال کبھی واپس نہ کیا جائے، عام طور پر عرف میں اسی کو مالی جرمانہ یا "تعزیر بالمال" کہا جاتا ہے۔

یہ صورت ائمۂ مجتہدین کے درمیان مختلف فیہ رہی ہے، البتہ کتب فقہیہ کے مطابق زیادہ تر فقہاء کی رائے عدم جواز کی ہے۔ حضرت امام اعظم ابو حنیفہؒ اور حضرت امام محمدؒ کی رائے یہی ہے، اور مذہب حنفی میں اسی کو قول مفتیٰ بہ قرار دیا گیا ہے[9]۔

---

[7]- شرح زاد المستقنع ج ۲۳۳ ص ۷ المؤلف : محمد بن محمد المختار الشنقيطي مصدر الكتاب : دروس صوتية قام بتفريغها موقع الشبكة الإسلامية -*شرح أخصر المختصرات ج ۴۲ ص ۲۹ المؤلف : عبد الله بن عبد الرحمن بن عبد الله بن جبرين مصدر الكتاب : دروس صوتية قام بتفريغها موقع الشبكة الإسلامية

[8]-توضیح الاحکام من بلوغ المرام 31۔

[9]- ردالمحتار: ۱۰۶/۲، نیز دیکھئے: البحر الرائق: ۶۸/۵۔

۲-دوسری صورت یہ ہے کہ جرمانہ میں حاصل شدہ مال کچھ مدت کے بعد جب مجرم اپنے جرم سے باز آجائے اور توبہ کرلے تو اس کو واپس کردیا جائے، یہ درحقیقت "تعزیر بحبس المال" کی صورت ہے، اور اسی کو کچھ لوگ "تعزیر باخذ المال" بھی کہتے ہیں۔

دراصل یہ شکل بعض فقہاء کی جانب سے حضرت امام ابویوسفؒ کے قول کی تشریح وتاویل کے نتیجہ میں پیدا ہوئی، چونکہ حنفیہ کا معروف مسلک تعزیز مالی کے عدم جواز کا ہے، جب کہ امام ابویوسفؒ کا قول جواز کا نقل کیا گیا ہے، تو اس کی تاویل علامہ کردریؒ وغیرہ نے یہ نقل کی کہ امام ابویوسفؒ کے قول کا منشاء یہ ہے کہ مجرم کا مال کچھ دنوں کے لئے محبوس کردیا جائے، اور جب حاکم کو اطمینان ہوجائے کہ مجرم نے اپنے جرم سے توبہ کرلی ہے، تو مال اس کو واپس کردیا جائے۔

وَأَفَادَ فِي الْبَزَّازِيَّةِ أَنَّ مَعْنَى التَّعْزِيرِ بِأَخْذِ الْمَالِ على الْقَوْلِ بِهِ إمْسَاكُ شَيْءٍ من مَالِهِ عند مُدَّةً لِيَنْزَجِرَ ثُمَّ يُعِيدُهُ الْحَاكِمُ إلَيْهِ لَا أَنْ يَأْخُذَهُ الْحَاكِمُ لِنَفْسِهِ أو لِبَيْتِ الْمَالِ كما يَتَوَهَّمُهُ الظَّلَمَةُ إذْ لَا يَجُوزُ لِأَحَدٍ من الْمُسْلِمِينَ أَخْذُ مَالِ أَحَدٍ بِغَيْرِ سَبَبٍ شَرْعِيٍّ وفي الْمُجْتَبَى لم يذكر كَيْفِيَّةَ الْأَخْذِ وَأَرَى أَنْ يَأْخُذَهَا فَيُمْسِكَهَا فَإِنْ أَيِسَ من تَوْبَتِهِ يَصْرِفُهَا إلَى ما يَرَى وفي شَرْحِ الْآثَارِ التَّعْزِيرُ بِالْمَالِ كان في ابْتِدَاءِ الْإِسْلَامِ ثُمَّ نُسِخَ اه وَالْحَاصِلُ أَنَّ الْمَذْهَبَ عَدَمُ التَّعْزِيرِ بِأَخْذِ الْمَالِ[10]

☆مطلب في التعزيربأخذ المال قوله (لا بأخذ مال في المذهب) قال في الفتح وعن أبي يوسف يجوز التعزير للسلطان بأخذ المال وعندهما وباقي الأئمة لا يجوز اه ومثله في المعراج وظاهره أن ذلك رواية ضعيفة عن أبي

---

[10]-البحر الرائق شرح كنز الدقائق ج ۵ ص ۴۴زين الدين ابن نجيم الحنفي سنة الولادة 926هـ/ سنة الوفاة 970هـ الناشر دار المعرفة مكان النشر بيروت-

يوسف قال في الشرنبلالية ولا يفتى بهذا لما فيه من تسليط الظلمة على أخذ مال الناس فيأكلونه اه ومثله في شرح الوهبانية عن ابن وهبان قوله (وفيه الخ) أي في البحر حيث قال وأفاد في البزازية أن معنى التعزير بأخذ المال على القول به إمساك شيء من ماله عند مدة لينزجر ثم يعيده الحاكم إليه لا أن يأخذه الحاكم لنفسه أو لبيت المال كما يتوهمه الظلمة إذ لا يجوز لأحد من المسلمين أخذ مال أحد بغير سبب شرعي وفي المجتبى لم يذكر كيفية الأخذ ورأى أن يأخذها فيمسكها فإن أيس من توبته يصرفها إلى ما يرى وفي شرح الآثار التعزير بالمال كان في ابتداء الإسلام ثم نسخ اه والحاصل أن المذهب عدم التعزير بأخذ المال[11]

☆وبقي التعزير بالشتم وأخذ المال فأما التعزير بالشتم فهو مشروع بعد أن لا يكون قذفا كما في البحر عن المجتبى وأما بالمال فصفته أن يحبسه عن صاحبه مدة لينزجر ثم يعيده إليه كما في البحر عن البزازية اهـ. ولا يفتى بهذا لما فيه من تسليط الظلمة على أخذ مال الناس فيأكلونه."[12]

اس تشریح کے مطابق حضرت امام ابویوسفؒ کے قول جواز اور حنفیہ کے معروف مسلک (عدم جواز) کا ٹکراؤ ختم ہو جاتا ہے۔ ظاہر ہے کہ انتظامی نقطۂ نظر سے وقتی حبس مال میں دوسرے فقہاء کو بھی اعتراض نہیں ہو گا۔

---

[11]-حاشية رد المختار على الدر المختار شرح تنوير الأبصار فقه أبو حنيفة ج ۴ ص ۶۲ ابن عابدين.الناشر دار الفكر للطباعة والنشر.سنة النشر **1421هـ - 2000**م.

مكان النشر بيروت.عدد الأجزاء **8**. كذافى العالمگيرية' فصل فى التعزير' ۲/۱۶۷ ط ماجديہ کوئٹہ۔

[12]- درر الحكام شرح غرر الاحكام لملا خسرو، 75/2، ط: دار احياء الكتب العربيۃ۔

لیکن اسی تشریح کا اگلا حصہ یہ ہے کہ اگر جرم سے مجرم کے باز آنے کی امید نہ ہو تو پھر یہ مال محبوس قابل واپسی نہیں ہو گا، بلکہ حسب مصلحت عام انسانی یا ملکی مفادات میں خرچ کیا جائے گا۔

وفي الْمُجْتَبَى لم يذكر كَيْفِيَّةَ الْأَخْذِ وَأَرَى أَنْ يَأْخُذَهَا فَيُمْسِكَهَا فَإِنْ أَيِسَ من تَوْبَتِهِ يَصْرِفُهَا إلَى ما يَرَى[13]

تشریح کے اس حصہ کی شمولیت کے بعد تعزیر بالمال کی پہلی شکل پھر عود کر آتی ہے، اور اصل مذہب اور امام ابو یوسفؒ کے درمیان سابقہ اختلاف بر قرار رہتا ہے، اور یہ تشریح بے معنیٰ ہو کر رہ جاتی ہے، سوائے اس صورت کہ جب مجرم کو توفیق توبہ نصیب ہو جائے۔

تعزیر بالمال اور تعزیر باخذ المال کا مفہوم

اور اسی تشریح کی بنیاد پر تعزیر بالمال اور تعزیر باخذ المال میں فرق کا تصور پیدا ہوا، بزازیہ نے تعزیر باخذ المال کا ایک نیا معنی متعارف کرایا کہ وقتی حبس مال کا نام تعزیر باخذ المال ہے، بزازیہ میں صرف اتنا ہی ہے، لیکن دوسرے علماء نے اس سے یہ معنی اخذ کیا کہ پھر تعزیر بالمال مطلقاً ضبط مال کا نام ہے، خواہ وہ قابل واپسی ہو یا نہ ہو، اور تعزیر بالمال عام ہے اور تعزیر باخذ المال اسی کی ایک قسم ہے، یعنی تعزیر بحبس المال، لیکن اسی کے ساتھ اگر المجتبیٰ کی تشریح بھی شامل کر لی جائے اور عدم توبہ کی صورت میں مال نا قابل واپسی قرار پائے تو پھر اس میں اور عام مالی جرمانہ (تعزیر بالمال) میں نتیجہ کے لحاظ سے کوئی فرق باقی نہیں رہ جائے گا۔

---

[13]-البحر الرائق شرح كنز الدقائق ج ۵ ص ۴۴ زين الدين ابن نجيم الحنفي سنة الولادة 926هـ/ سنة الوفاة 970هـ الناشر دار المعرفة مكان النشر بيروت-

واضح رہے کہ یہ تشریح یا تفریق خود حضرت امام ابو یوسفؒ سے منقول نہیں ہے، یہ بعد والوں کی ایجاد ہے۔۔۔۔

اسی لئے بشمول مسلک حنفی کسی مسلک فقہی کی کتاب میں تعزیر بالمال اور تعزیر باخذ المال کی تعبیرات میں مذکورہ فرق ملحوظ نہیں رکھا گیا ہے بلکہ اکثر دونوں الفاظ ایک ہی سیاق میں ذکر کئے گئے ہیں، دیکھئے چند عبارتیں:

وفِي شَرْحِ الْآثَارِ التَّعْزِيرُ بِالْمَالِ كان فِي ابْتِدَاءِ الْإِسْلَامِ ثُمَّ نُسِخَ اه وَالْحَاصِلُ أَنَّ الْمَذْهَبَ عَدَمُ التَّعْزِيرِ بِأَخْذِ الْمَالِ[14]

اس میں تعزیر بالمال اور باخذ المال دونوں ایک ہی معنیٰ میں مستعمل ہوئے ہیں۔

اسی طرح کی عبارتیں عالمگیری اور شامی وغیرہ میں بھی موجود ہیں[15]۔

يَجُوزُ التَّعْزِيرُ بِأَخْذِ الْمَالِ وَهُوَ مَذْهَبُ أَبِي يُوسُفَ وَبِهِ قَالَ مَالِكٌ،وَمَنْ قَالَ:إنَّ الْعُقُوبَةَ الْمَالِيَّةَ مَنْسُوخَةٌ فَقَدْ غَلِطَ عَلَى مَذَاهِبِ الْأَئِمَّةِ نَقْلًا وَاسْتِدْلَالًا وَلَيْسَ بِسَهْلٍ دَعْوَى نَسْخِهَا [16]۔

یہاں تعزیر باخذ المال اور عقوبت مالیہ (تعزیر بالمال) ہم معنیٰ استعمال ہوئے ہیں۔

فقہ مالکی کی مشہور کتاب "حاشیۃ الدسوقی علی الشرح الکبیر" میں یہ عبارت ہے:

---

[14]-البحر الرائق شرح كنز الدقائق ج ۵ ص ۴۴زين الدين ابن نجيم الحنفي سنة الولادة 926هـ/ سنة الوفاة 970هـ الناشر دار المعرفة مكان النشر بيروت-

[15]- حاشية رد المختار على الدر المختار شرح تنوير الأبصار فقه أبو حنيفة ج ۴ ص ۶۲ ابن عابدين.الناشر دار الفكر للطباعة والنشر.سنة النشر 1421هـ – 2000م.

مكان النشر بيروت.عدد الأجزاء 8- كذافى العالمگيريۃ' فصل فى التعزير' ۲/۱۶۷ ط ماجدیہ کوئٹہ۔

[16]- معين الحكام فيما يتردد بين الخصمين من الأحكام ج ۲ ص ۴۴۹ المؤلف : علي بن خليل الطرابلسي، أبو الحسن، علاء الدين (المتوفى : 844هـ)مصدر الكتاب : موقع الإسلام-

وَلَا يَجُوزُ التَّعْزِيرُ بِأَخْذِ الْمَالِ إجْمَاعًا وما رُوِيَ عن الْإِمَامِ أبي يُوسُفَ صَاحِبِ أبي حَنِيفَةَ من أَنَّهُ جَوَّزَ لِلسُّلْطَانِ التَّعْزِيرَ بِأَخْذِ الْمَالِ فَمَعْنَاهُ كما قال الْبَزَّازِيُّ من أَئِمَّةِ الْحَنَفِيَّةِ أَنْ يَمْسِكَ الْمَالَ عِنْدَهُ مُدَّةً لِيَنْزَجِرَ[17]

اس میں جس تعزیر باخذ المال کو بالاجماع ناجائز قرار دیا گیا ہے وہ وہی ہے جسے ہم تعزیر بالمال کہتے ہیں۔

امام ابو یوسف کے قول جواز کا جائزہ

حنفیہ کے امام ثانی حضرت امام ابو یوسفؒ سے تعزیر بالمال کے جواز کا قول منقول ہے، البتہ مذہب میں اس قول کو ضعیف اور غیر مفتٰی بہ قرار دیا گیا ہے۔۔۔۔۔ابتدائی صورت حال بس اتنی ہی تھی کہ اس قول کو مذہب میں غیر مفتٰی بہ تسلیم کیا گیا تھا، اور امام ابو یوسفؒ کی اس روایت کی اشاعت سے روک دیا گیا تھا کہ مبادا اس سے ستم پرور حکمرانوں کے لئے ظلم کا دروازہ کھل جائے۔

قال في الفتح وعن أبي يوسف يجوزالتعزيرللسلطان بأخذ المال وعندهماوباقي الأئمة لا يجوز اه ومثله في المعراج وظاهره أن ذلك رواية ضعيفة عن أبي يوسف قال في الشرنبلالية ولا يفتى بهذا لما فيه من تسليط الظلمة على أخذ مال الناس فيأكلونه اه ومثله في شرح الوهبانية عن ابن وهبان[18]

---

[17]- حاشية الدسوقي على الشرح الكبيرج ۴ ص ۳۵۵ محمد عرفه الدسوقي تحقيق محمد عليش الناشر دار الفكرمكان النشر بيروت عدد الأجزاء 4-

[18]-حاشية رد المختار على الدر المختار شرح تنوير الأبصار فقه أبو حنيفة ج ۴ ص ۶۲ ابن عابدين.الناشر دار الفكر للطباعة والنشر.سنة النشر 1421هـ – 2000م.

اس طرح کی عبارتیں فقہ حنفی کی کتابوں میں بکثرت موجود ہیں،ان عبارتوں سے یہی مترشح ہوتا ہے کہ ابتدائی ادوار میں امام ابویوسف کے قول کا مفہوم وہی لیا جاتا تھا جو تعزیر بالمال کے لفظ سے متبادر ہوتا ہے،یعنی ناقابل واپسی مالی جرمانہ ،اس لئے کہ واجب الرد ہونے کی صورت میں مال کے ضائع ہونے کا اندیشہ نہیں ہے،بلکہ حکومت کی تحویل میں جانے کے بعد تحفظ مال کی پوری ذمہ داری حکومت پر عائد ہوجاتی ہے،لیکن بعد کے ادوار میں امام ابویوسفؒ کے قول کو حنفیہ کے معروف مسلک سے ہم آہنگ کرنے کے لئے اس میں تاویلات کی گئیں،جن میں سرفہرست خاتمۃ المجتہدین مولانا رکن الدین ابویحیٰ الخوارزمیؒ اور امام ظہیر الدین التمرتاشی الخوارزمیؒ (متوفیٰ ۶۱۰ھ مطابق ۱۲۱۴ء[19]) ہیں ،ان حضرات نے امام ابویوسفؒ کے قول کا مطلب یہ بیان کیا کہ جرمانہ کا مال مجرم سے لے کر محبوس کیا جائے لیکن بحق سرکار یا بحق مدعیٰ علیہ خرچ نہ کیا جائے بلکہ محفوظ رکھا جائے،اور توبہ کے بعد اسے واپس کر دیا جائے،یعنی گویا وقتی حبس مال کی صورت۔۔۔

امام ابویوسف کے قول کی یہ تشریح کس بنیاد پر کی گئی کچھ نہیں معلوم البتہ اس قدر یقینی ہے کہ یہ تشریح خود حضرت امام ابویوسفؒ سے منقول نہیں ہے۔۔۔

امام ابویوسفؒ کے قول کی تشریح

یہ تشریح جدید میرے علم کے مطابق پہلی مرتبہ مذکورہ بالا دونوں اکابر (خوارزمیؒ وتمرتاشیؒ) کے حوالے سے امام حافظ الدین محمد بن محمد بن شہاب المعروف بابن البزاز

مکان النشر بیروت.عدد الأجزاء 8. کذافی العالمگیریۃ' فصل فی التعزیر' ۲/۱٦۷ ط ماجدیہ کوئٹہ۔

[19] -بڑے عالم،امام اور فقیہ تھے،خوارزم کے مفتی تھے،تمرتاش خوارزم کا ایک گاؤں ہے،کئی کتابوں کے مصنف ہیں (الاعلام للزرکلی ج ا ص ۹۷ مطبوعہ بیروت ۱۹۸۰ء)

الکردری الحنفیؒ(م ۸۲۷ھ) کی مشہور زمانہ کتاب "فتاویٰ بزازیہ" میں منقول ہوئی:

"والتعزیرباخذالمال ان المصلحۃ فیہ جائزۃ ،قال مولاناخاتمۃ المجتہدین رکن الدین ابویحییٰ الخوارزمی :معناہ ان ناخذمالہ ونودعہ فاذاتاب نردہ علیہ کماعرف فی خیول البغاۃ وسلاحہم وصوبہ الامام ظہیرالدین التمرتاشی الخوارزمی قالواومن جملتہ من لایحضرالجماعۃ یجوزتعزیرہ باخذالمال [20]

اس کے بعد بزازیہ ہی کے حوالے سے یہ تشریح تمام کتب متاخرہ میں نقل ہوتی چلی گئی، علامہ ابن نجیم کی شہرۂ آفاق کتاب "البحر الرائق" میں جہاں یہ بحث آئی ہے، وہاں ابن نجیمؒ نے پہلے یہ لکھا(جو تمام کتب متقدمہ میں بھی موجود ہے) کہ امام محمدؒ نے اپنی کسی کتاب میں تعزیر بالمال کا ذکر نہیں کیا ہے، پھر امام ابو یوسفؒ کا قول جواز نقل کیا، اوراس رائے کو فتاویٰ ظہیریۃ اورالخلاصۃ کے حوالوں سے مدلل کرنے کے بعد اس کی ایک مثال پیش کی کہ جو شخص تارک جماعت ہو اس سے مالی جرمانہ لیناجائز ہے، اس کے بعد بزازیہ کے حوالے سے قول امام ابی یوسفؒ کی تشریح نقل فرمائی، البتہ ابن نجیمؒ نے المجتبیٰ کے حوالے سے اس تاویل کے ساتھ ایک اور تاویل کو ہم رشتہ کیا کہ اگر مجرم کے توبہ کی امید نہ ہو تو حاکم جہاں مناسب سمجھے خرچ کر سکتا ہے، اس طرح بات پھر وہیں مالی جرمانہ کے سابقہ تصور کی طرف لوٹ کر چلی آئی، اور گو کہ اصل مذہب عدم جواز ہے، لیکن ابن نجیم کی تشریح در تشریح نے عدم جواز کی شدت کو کم کر دیا ہے:

---

[20] فتاویٰ بزازیۃ علی الہندیۃ ج ۶ص۴۲۷ المطبعۃ الکبری الامیریۃ بولاق مصر ۱۳۱۰ھ
-

وَأَفَادَفِي الْبَزَّازِيَّةِ أَنَّ مَعْنَى التَّعْزِيرِ بِأَخْذِ الْمَالِ على الْقَوْلِ بِهِ إمْسَاكُ شَيْءٍ من مَالِهِ عند مُدَّةً لِيَنْزَجِرَ ثُمَّ يُعِيدُهُ الْحَاكِمُ إلَيْهِ لَا أَنْ يَأْخُذَهُ الْحَاكِمُ لِنَفسهِ أو لِبَيْتِ الْمَالِ كما يَتَوَهَّمُهُ الظَّلَمَةُ إذْ لَا يَجُوزُ لِأَحَدٍ من الْمُسْلِمِينَ أَخْذُ مَالِ أَحَدٍ بِغَيْرِ سَبَبٍ شَرْعِيٍّ وفي الْمُجْتَبَى لم يذكر كَيْفِيَّةَ الْأَخْذِ وَأَرَى أَنْ يَأْخُذَهَا فَيُمْسِكَهَا فَإِنْ أَيِسَ من تَوْبَتِهِ يَصْرِفُهَا إلَى ما يَرَى وفي شَرْحِ الْآثَارِ التَّعْزِيرُ بِالْمَالِ كان في ابْتِدَاءِ الْإِسْلَامِ ثُمَّ نُسِخَ اه وَالْحَاصِلُ أَنَّ الْمَذْهَبَ عَدَمُ التَّعْزِيرِ بِأَخْذِ الْمَالِ[21]

واضح رہے کہ المجتبیٰ کے مصنف علامہ نجم الدین الزاہدی (متوفیٰ ۶۵۸ھ)،ابن البزازالکردری،امام رکن الدین الخوارزمی،اورامام ظہیرالدین التمرتاشیؒ سب سے متقدم ہیں ۔

اس کے بعد شامی ،عالمگیری ،مجمع الانہراور مجلۃ الاحکام وغیرہ متعدد کتابوں میں البحرالرائق ہی کے حوالے سے یہ بات نقل کی گئی، جس میں بزازی کی تشریح اور صاحب المجتبیٰ علامہ زاہدیؒ کی درتشریح بھی شامل تھی، مثلاً:

☆مطلب في التعزير بأخذ المال قوله (لا بأخذ مال في المذهب) قال في الفتح وعن أبي يوسف يجوز التعزير للسلطان بأخذ المال وعندهما وباقي الأئمة لا يجوز اه ومثله في المعراج وظاهره أن ذلك رواية ضعيفة عن أبي يوسف قال في الشرنبلالية ولا يفتى بهذا لما فيه من تسليط الظلمة على أخذ مال الناس فيأكلونه اه ومثله في شرح الوهبانية عن ابن وهبان قوله (وفيه الخ) أي في البحر حيث قال وأفاد في البزازية أن معنى التعزير بأخذ المال على

---

[21]-البحر الرائق شرح كنز الدقائق ج ۵ ص ۴۴زين الدين ابن نجيم الحنفي سنة الولادة 926هـ/ سنة الوفاة 970هـ الناشر دار المعرفة مكان النشر بيروت-

القول به إمساك شيء من ماله عند مدة ليترجر ثم يعيده الحاكم إليه لا أن يأخذه الحاكم لنفسه أو لبيت المال كما يتوهمه الظلمة إذ لا يجوز لأحد من المسلمين أخذ مال أحد بغير سبب شرعي وفي المجتبى لم يذكر كيفية الأخذ ورأى أن يأخذها فيمسكها فإن أيس من توبته يصرفها إلى ما يرى وفي شرح الآثار التعزير بالمال كان في ابتداء الإسلام ثم نسخ اه والحاصل أن المذهب عدم التعزير بأخذ المال[22]

☆وَبَقِيَ التَّعْزِيرُ بالشَّتْم وَأَخْذِ الْمَالِ فَأَمَّا التَّعْزِيرُ بالشَّتْم فَهُوَ مَشْرُوعٌ بَعْدَ أَنْ لَا يَكُونَ قَذْفًا كَمَا فِي الْبَحْرِ عَنْ الْمُجْتَبَى وَأَمَّا بالْمَال فَصِفَتُهُ أَنْ يَحْبسَهُ عَنْ صَاحِبِهِ مُدَّةً لِيَنْزَجِرَ ثُمَّ يُعِيدُهُ إلَيْهِ كَمَا فِي الْبَحْرِ عَنْ الْبَزَّازِيَّةِ ا هـ وَلَا يُفْتَى بِهَذَا لِمَا فِيهِ مِنْ تَسْلِيطِ الظَّلَمَةِ عَلَى أَخْذِ مَالِ النَّاسِ فَيَأْكُلُونَهُ[23]

المجتبیٰ کے تفرد کا مسئلہ

عصر حاضر کے مشہور فقیہ حضرت مولانا مفتی رشید احمد لدھیانویؒ (صاحب احسن الفتاویٰ) نے المجتبیٰ کے اضافہ کو یہ کہہ کر مسترد کرنے کی کوشش کی ہے کہ علامہ زاہدی معتزلی ہیں، اوران کا تفرد فقہی روایات میں معتبر نہیں، چہ جائیکہ ان کی اپنی رائے ہو،[24] لیکن حقیقت

---

[22]-حاشية رد المختار على الدر المختار شرح تنوير الأبصار فقه أبو حنيفة ج ۴ ص ۶۲ ابن عابدين.الناشر دار الفكر للطباعة والنشر.سنة النشر **1421هـ – 2000**م.

مكان النشر بيروت.عدد الأجزاء **8**. كذافی العالمگیریۃ' فصل فی التعزیر' ۲/۱۶۷ ط ماجدیہ کوئٹہ۔

[23]- درر الحکام شرح غرر الاحکام لملا خسرو، 75/2، ط: دار احیاء الکتب العربیۃ۔

[24]-*واضح رہے کہ حضرت مولانا مفتی رشید احمد لدھیانوی صاحبؒ نے یہ بات حضرت مولانا عبدالحی فرنگی محلیؒ کی مشہور کتاب "الفوائد البہیۃ فی تراجم الحنفیہ" ص ۲۱۳ کے حوالے سے لکھی ہے(احسن الفتاویٰ ج ۵ ص ۵۵۸) لیکن*

یہ ہے کہ صاحب المجتبیٰ نے یہ اضافہ کرکے اس مسئلہ کو امام ابو یوسفؒ کے اصل مسلک کی طرف پھیرنے کی کوشش ہے، انہوں نے کوئی نئی چیز پیش نہیں کی ہے کہ اس کو ان کا تفرد قرار دے کر مسترد کردیا جائے۔۔۔اسی لئے صاحب مجمع الانہر علامہ شیخی زادہ (م ۱۰۷۸ھ) نے جب یہ مسئلہ البحرالرائق سے نقل کیا تو بلاکسی نکیر کے اور المجتبیٰ کا ذکر کئے بغیر پورے اعتماد اور یقین کے ساتھ یہ پوری تشریح نقل کی:

وفي البحر ولا يكون التعزير بأخذ المال من الجاني في المذهب لكن في الخلاصة سمعت عن ثقة أن التعزير بأخذ المال إن رأى القاضي ذلك أو الوالي جاز ومن جملة ذلك رجل لا يحضر الجماعة يجوز تعزيره بأخذ المال ولم يذكر كيفية الأخذ وأرى أن يؤخذ فيمسك مدة للزجر ثم يعيده لا أن يأخذه لنفسه أو لبيت المال فإن آيس من توبته يصرف إلى ما يرى[25]

یہاں غور طلب بات یہ ہے کہ فتاویٰ بزازیہ کی تصنیف ۸۱۲ھ میں مکمل ہوئی، اس سے قبل کی جو فقہی کتابیں ہمارے پاس موجود ہیں، جن میں تعزیر بالمال کا ذکر ہے، ان میں سے کسی میں بھی امام ابو یوسف کے قول کی وہ تشریح موجود نہیں ہے جو علامہ بزازیؒ نے اپنے پیش رو اکابر علامہ رکن الدین خوارزمی اور امام ظہیر الدین تمُرتاشی کے حوالے سے نقل کی ہے، متقدم کتابوں میں حنفیہ کے معروف مسلک عدم جواز کے بالمقابل امام ابو یوسف کا قول

دلچسپ بات یہ ہے کہ خود حضرت مولانا عبدالحی فرنگی محلیؒ تعزیر بالمال کے جواز کے قائل ہیں (مجموعۃ الفتاویٰ ج ۳ ص ۴۸-جیسا کہ آگے آئے گا) اس لئے قرین قیاس یہ ہے کہ اگر یہ زاہدی کا تفرد ہوتا تو مولانا عبدالحی صاحب اپنی تحقیق کے مطابق اسے قبول نہ فرماتے۔

[25]- مجمع الأنهر في شرح ملتقى الأبحرج ٢ ص ٣٧٢عبد الرحمن بن محمد بن سليمان الكليبولي المدعو بشيخي زاده سنة الولادة / سنة الوفاة 1078هـ تحقيق خرج آياته أحاديثه خليل عمران المنصورالناشر دار الكتب العلمية سنة النشر 1419هــ – 1998م مكان النشر لبنان/ بيروت عدد الأجزاء 4

جواز نقل کیا گیا ہے، اوران میں کہیں مذکورہ بالا تاویل کا ذکر نہیں ہے، بطور مثال چند کتابوں کی عبارتیں پیش ہیں:

☆ہمارے پاس قدیم ترین کتابوں میں علامہ ابن ہمام (متوفیٰ ۶۸۱ھ) کی فتح القدیر شرح ہدایہ ہے، جو ساتویں صدی ہجری کے وسط میں لکھی گئی، اس میں یہ مسئلہ مذکورہ تشریح سے ماوراء مذکور ہے، اورخاص بات یہ ہے کہ امام ابویوسف کے قول جواز کو اصالۃً ذکر کیا گیا ہے، اورعدم جواز کا قول اس کے بالمقابل دوسرے نمبر پر، اس سے خود ابن ہمامؒ کے ذاتی رجحان پر بھی روشنی پڑتی ہے:

وعن أبي يوسف يجوز التعزير للسلطان بأخذ المال وعندهما وباقي الأئمة الثلاثة لا يجوز وما في الخلاصة سمعت من ثقة أن التعزير بأخذ المال إن رأى القاضي ذلك أو الوالي جاز ومن جملة ذلك رجل لا يحضر الجماعة يجوز تعزيره بأخذ المال مبني على اختيار من قال بذلك من المشايخ كقول أبي يوسف [26]

☆ہدایہ ہی کی دوسری شرح "العنایۃ" جو علامہ بابرتیؒ (متوفیٰ ۷۸۶ھ) کی تصنیف ہے، اورآٹھویں صدی ہجری میں لکھی گئی ہے، اس میں بھی امام ابویوسف کے قول جواز ہی کا اصالۃً ذکر ہے، عدم جواز کا کوئی قول نقل نہیں کیا گیا ہے، اورامام محمدؒ کے بارے میں بتایا گیا ہے کہ انہوں نے اپنی کسی کتاب میں اس مسئلہ کا ذکر نہیں فرمایا ہے۔

---

[26]- فتح القدير ج ۵ ص ۳۴۵ كمال الدين محمد بن عبد الواحد السيواسي سنة الولادة / سنة الوفاة 681هـ الناشر دار الفكرمكان النشر بيروت
عدد الأجزاء

وَلَمْ يَذْكُرْ مُحَمَّدٌ التَّعْزِيرَ بِأَخْذِ الْمَالِ ، وَقَدْ قِيلَ رُوِيَ عَنْ أَبِي يُوسُفَ أَنَّ التَّعْزِيرَ مِنْ السُّلْطَانِ بِأَخْذِ الْمَالِ جَائِزٌ ، وَذَكَرَ الْإِمَامُ التُّمُرْتَاشِيُّ أَنَّ التَّعْزِيرَ الَّذِي يَجِبُ حَقًّا لِلَّهِ تَعَالَى يَلِي إقَامَتَهُ كُلُّ أَحَدٍ بِعِلَّةِ النِّيَابَةِ عَنْ اللَّهِ تَعَالَى[27].

☆علامہ زیلعی (متوفی ۷۴۳ھ) کی شہرۂ آفاق کتاب "تبیین الحقائق" بھی بزازیہ سے بہت پہلے لکھی گئی ہے، اس میں بھی امام ابو یوسفؒ کے قول جواز کے ساتھ وہ تاویل جڑی ہوئی نہیں ہے جو بزازیہ کے بعد کی تصانیف میں ملتی ہے۔

(قَوْلُهُ وَعَنْ أَبِي يُوسُفَ أَنَّ التَّعْزِيرَ بِأَخْذِ الْأَمْوَالِ جَائِزٌ لِلْإِمَامِ) وَعِنْدَهُمَا وَالشَّافِعِيُّ وَمَالِكٌ وَأَحْمَدُ لَا يَجُوزُ بِأَخْذِ الْمَالِ . ا هـ . كَاكِيٌّ وَفَتْحٌ وَمَا فِي الْخُلَاصَةِ سَمِعْت مِنْ ثِقَةٍ أَنَّ التَّعْزِيرَ بِأَخْذِ الْمَالِ إنْ رَأَى الْقَاضِي ذَلِكَ أَوْ الْوَالِي جَازَ مِنْ جُمْلَةِ ذَلِكَ رَجُلٌ لَا يَحْضُرُ الْجَمَاعَةَ يَجُوزُ تَعْزِيرُهُ بِأَخْذِ الْمَالِ مَبْنِيٌّ عَلَى اخْتِيَارِ مَنْ قَالَ بِذَلِكَ مِنْ الْمَشَايِخِ لِقَوْلِ أَبِي يُوسُفَ . ا هـ . فَتْحٌ[28]

☆ہندوستان میں امام فریدالدین دہلوی (متوفی ۷۸۶ھ) کی فتاویٰ تاتارخانیہ بھی بزازیہ سے قبل کی تصنیف ہے، انہوں نے بھی بہت سادہ انداز میں صرف امام ابو یوسف کے قول جواز کے نقل پر اکتفا کیا ہے اور عدم جواز کا ذکر ہی نہیں کیا ہے، امام محمدؒ کے بارے میں لکھا ہے کہ ان کی کتابوں میں تعزیر بالمال کا تذکرہ نہیں ہے۔

---

[27]- العناية شرح الهداية ج ٧ ص ٣٠٢ المؤلف : محمد بن محمد البابرتي (المتوفى : 786هـ)مصدر الكتاب : موقع الإسلام -

[28]-تبيين الحقائق شرح كنز الدقائق وحاشية الشِّلْبِيِّ ج ٣ ص ٢٠٨ المؤلف : عثمان بن علي بن محجن البارعي ، فخر الدين الزيلعي الحنفي (المتوفى : 743 هـ)الحاشية :شهاب الدين أحمد بن محمد بن أحمد بن يونس بن إسماعيل بن يونس الشِّلْبِيُّ (المتوفى : 1021 هـ)الناشر : المطبعة الكبرى الأميرية – بولاق ، القاهرة الطبعة : الأولى ، 1313 هـ-

ولم يذكرمحمدفی شیء من الکتب التعزیرباخذالمال وقیل روی عن ابی یوسف ان التعزیروالزجرمن السلطان باخذالمال جائزوفی الفتاویٰ الخلاصۃ التعزیرباخذالمال ان رأی القاضی والوالی جازومن جملۃ ذلک الرجل لایحضرالجماعۃ یجوزتعزیرہ باخذالمال[29]

صاحب تاتارخانیہ نے امام ابویوسف کا قول گو کہ قیل کے ذریعہ نقل کیا ہے لیکن چونکہ اس باب میں یہی ایک واحد قول ہے اس لئے یہی معمول بہ اور مفتیٰ بہ قرار پاسکتا ہے، چنانچہ فتاویٰ الخلاصۃ کے حوالہ سے انہوں نے اس کو مؤید کیا ہے، یہ خود صاحب تاتارخانیہ کے ذہنی رجحان کی بھی عکاسی کرتا ہے۔

اس تفصیل سے ظاہر ہوتا ہے کہ قدیم مراجع میں امام ابویوسف کا قول جوازنہ ضعیف ہے اورنہ مؤول، یہ تاویل بعد میں داخل ہوئی، اور ہماری اکثر کتب فقہیہ میں مروج ہوگئی، علامہ ابن نجیمؒ کا کارنامہ یہ ہے کہ انہوں نے امام خوارزمیؒ کی تاویل میں علامہ زاہدیؒ کی در تاویل شامل کرکے مسئلہ کو اس کی اصل حالت کی طرف لوٹانے کی کوشش کی، اس لئے المجتبیٰ کی تاویل کے لئے شواہد کا مطالبہ کرنا شاید زیادتی ہوگی۔

علامہ زاہدیؒ کے اعتزال کا مسئلہ

☆علاوہ مسلک حنفی کے انتہائی مستند تذکرہ نگار علامہ قاسم بن قطلوبغا(متوفیٰ ۸۷۹ھ) نے علامہ زاہدیؒ پر اعتزال کا الزام عائد نہیں کیا ہے، اور نہ ان کی تصانیف کو غیر معتبر قرار دیا ہے، بلکہ اپنی مشہور کتاب "تاج التراجم فی طبقات الحنفیۃ" میں بڑے احترام کے ساتھ ان کا ذکر کیا ہے، اس میں ان کی کتاب المجتبیٰ کا بھی ذکر موجود ہے:

---

[29] -الفتاویٰ التتارخانیۃ ج ۶ص۴۰۲،۴۰۱ ترتیب وتخریج مفتی شبیراحمدقاسمی مرادآباد،مطبوعہ مکتبہ زکریادیوبند

مختار بن محمود بن محمد الزاهدي الغرميني نجم الدين أبو الرجاء شرح مختصر القدوري وله كتاب الغنية وله رسالة سماها الناصرية صنفها لبركة خان توفى سنة ثمان وخمسين وستمائة قلت الغزميني بالمعجمتين نسبة إلى قصبة من قصبات خوارزم تفقه المذكور على سديد الخياطي وبرهان الأئمة وغيرهما وقرأ الكلام على أبي يوسف السكاكي وقرأ الحروف والروايات على الشيخ رشيد الدين القندي وأخذ الأدب عن شرف الأفاضل وله من التصانيف غير ما ذكر كتاب الأئمة وكتاب المجتبي في الأصول والجامع في الحيض والفرائض[30].

عدم جواز کی روایت کی حقیقت

☆ اس جائزہ سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ عدم جواز کو جو حنفیہ کا اصل مذہب کہا جاتا ہے وہ بھی ائمۂ مجتہدین سے صراحتاً ثابت نہیں ہے بلکہ صرف اس بنیاد پر اس کو اصل مذہب قرار دیا گیا ہے کہ امام محمد کی کتابیں (جو مسلک حنفی کی اصل بنیاد ہیں) تعزیر بالمال کے ذکر سے خالی ہیں، اس سے قیاس کیا گیا ہے کہ اگر یہ بھی اسلامی تعزیرات کا حصہ ہوتی تو امام محمدؒ ضرور اس کا تذکرہ فرماتے، گویا یہ استدلال بیانی نہیں سکوتی ہے، اور چونکہ صدیوں سے اس استدلال کو معتبر تسلیم کیا گیا ہے اس لئے ہم بھی اسے تسلیم کرتے ہیں۔

تعزیر بالمال کے منسوخ ہونے کا مسئلہ

☆ یہاں ایک چیز اور بھی قابل ذکر ہے کہ تعزیر بالمال کے نسخ کی بات بھی بزازیہ کے عہد تک ما قبل کی کتابوں میں نہیں ملتی، بزازیہ نویں صدی ہجری کے اوائل میں لکھی گئی، بزازیہ اور اس سے ما قبل کی کتابوں میں تعزیر بالمال کے بارے میں ائمۂ مجتہدین کا اختلاف

---

[30]- تاج التراجم في طبقات الحنفية ج ١ ص ٢٥ المؤلف : زين الدين أبو العدل قاسم بن قطلوبغا السودوني الحنفي (المتوفى : 879هـ)مصدر الكتاب : موقع الوراق-

تو ملتا ہے، لیکن کسی کتاب میں عمومیت کے ساتھ تعزیر کے منسوخ ہونے کا دعویٰ نہیں کیا گیا، نسخ کی بات غالباً سب سے پہلے دسویں صدی ہجری میں شروع ہوئی، جس کا ایک نمونہ علامہ ابن نجیم مصریؒ (متوفیٰ ۹۷۰ھ) کی کتاب "البحر الرائق" ہے، ابن نجیم نے البحر الرائق میں "شرح الآثار" کے حوالے سے نقل کیا ہے کہ "تعزیر بالمال کا قانون ابتداء اسلام میں تھا بعد میں منسوخ ہو گیا:

وفِي شَرْحِ الْآثَارِ التَّعْزِيرُ بِالْمَالِ كان فِي ابْتِدَاءِ الْإِسْلَامِ ثُمَّ نُسِخَ اه[31]

البحر الرائق کے بعد کئی کتابوں میں یہ بات نقل کی گئی، اور پھر مشہور ہوتی چلی گئی۔

شرح الآثار سے مراد غالباً امام طحاویؒ (متوفیٰ ۳۲۱ھ) کی شرح معانی الآثار ہے، حالانکہ امام طحاویؒ نے اپنی مشہور کتاب "شرح مشکل الآثار" میں صراحت کے ساتھ تعزیر بالمال کے نسخ کا انکار کیا ہے، مدینہ منورہ میں حرمت شکار کی بحث کے ذیل میں امام طحاویؒ نے یہ گفتگو کی ہے، اور حضرت عمر بن الخطابؓ اور حضرت سعد بن ابی وقاصؓ وغیرہ کے عہد کی مثالوں سے ثابت کیا ہے کہ یہ حکم عہد نبوت کے بعد بھی باقی رہا:

وَكَمَا قَالَ بَعْدَ -[403]- تَحْرِيمِ صَيْدِ الْمَدِينَةِ: " مَنْ وَجَدْتُمُوهُ يَصِيدُ فِي شَيْءٍ مِنْهَا فَخُذُوا سَلَبَهُ ".وَقَدْ ذَهَبَ غَيْرُ وَاحِدٍ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُمْ: عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ، وَسَعْدُ بْنُ أَبِي وَقَّاصٍ إِلَى أَنَّ ذَلِكَ الْحُكْمَ كَانَ بَاقِيًا بَعْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ . فَمِنْ ذَلِكَ مَا قَدْ رُوِيَ عَنْ عُمَرَ فِيهِ كَمَا حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ رِجَالٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي أُوَيْسٍ، عَنْ أَخِيهِ، عَنْ سُلَيْمَانَ وَهُوَ ابْنُ بِلَالٍ، عَنِ ابْنِ أَبِي ذِئْبٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَالِمٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ

---

[31]-البحر الرائق شرح كتر الدقائق ج ۵ ص ۴۴زين الدين ابن نجيم الحنفي سنة الولادة 926هـ/ سنة الوفاة 970هـ الناشر دار المعرفة مكان النشر بيروت-

أَنَّهُ كَانَ يَغْدُو فَيَنْظُرُ إِلَى الْأَسْوَاقِ، فَإِذَا رَأَى اللَّبَنَ أَمَرَ بِالْأَسْقِيَةِ فَفُتِحَتْ، فَإِنْ وَجَدَ مِنْهَا شَيْئًا -[405]- مَغْشُوشًا قَدْ جُعِلَ فِيهِ مَاءٌ غُشَّ بِهِ أَهْرَاقَهَا " . قَالَ: وَنَحْنُ نَعْلَمُ أَنَّ اللَّبَنَ وَإِنْ غُشَّ فَفِيهِ بَعْدَ ذَلِكَ مَنْفَعَةٌ قَدْ يَنْتَفِعُ بِهِ أَهْلُهُ , وَهُوَ كَذَلِكَ , وَإِنَّ عُمَرَ لَمْ يُهْرِقْهُ إِلَّا خَوْفًا مِنْ أَهْلِهِ أَنْ يَغُشُّوا بِهِ النَّاسَ فَأَهْرَاقَهُ لِذَلِكَ , وَقَدْ يَحْتَمِلُ أَيْضًا أَنْ يَكُونَ مَنْعُ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ سَأَلَهُ أَنْ يَجْعَلَ الْخَمْرَ خَلًّا لِمِثْلِ ذَلِكَ ؛ خَوْفَ أَنْ يَخْلُوَ بِهَا فَيَأْتِيَ مِنْهَا مَا حَرَّمَ اللهُ عَلَيْهِ مِنْهَا، فَأَمَرَهُ بِإِهْرَاقِهَا لِذَلِكَ . وَقَدْ شَدَّ هَذَا التَّأْوِيلُ مَا كَانَ مِنْهُ فِي الزِّقَاقِ الَّتِي خَرَقَهَا , وَقَدْ رَأَى زِقَاقًا غَيْرَهَا , وَفِيهَا خَمْرٌ، فَلَمْ يَخْرِقْهَا إِذْ كَانَ أَهْلُهَا لَمْ يَفْعَلُوا فِيهَا مِثْلَ الَّذِي فَعَلَهُ أَهْلُ تِلْكَ فِيهَا[32]

یہ کہنا تو شاید چھوٹا منہ بڑی بات ہو کہ غالباً یہ غلط فہمی امام طحاویؒ کی "شرح معانی الآثار" کی ایک عبارت سے پیدا ہوئی:

فكانت العقوبات جارية فيما ذكر في هذه الآثار على ما ذكر فيها حتى نسخ ذلك بتحريم الربا فعاد الأمر إلى أن لا يؤخذ ممن أخذ شيئا إلا مثل ما أخذ وإن العقوبات لا تجب في الأموال بانتهاك الحرمات التي هي غير أموال[33]

---

[32]- شرح مشكل الآثارج ٨ ص 404 حدیث نمبر:3343 المؤلف : أبو جعفر أحمد بن محمد بن سلامة بن عبد الملك بن سلمة الأزدي الحجري المصري المعروف بالطحاوي (المتوفى : 321هـ)تحقيق : شعيب الأرنؤوط الناشر : مؤسسة الرسالة الطبعة : الأولى - 1415 هـ ، 1494 م عدد الأجزاء : 16 (15 وجزء للفهارس)-

[33]- شرح معاني الآثارج ٣ ص ١٤٦ المؤلف : أحمد بن محمد بن سلامة بن عبدالملك بن سلمة أبو جعفر الطحاوي الناشر : دار الكتب العلمية – بيروت الطبعة الأولى ، 1399
تحقيق : محمد زهري النجارعدد الأجزاء : 4-

حالانکہ شرح معانی الآثار کی مذکورہ عبارت کاپس منظراورپوری بحث پیش نظر رہے تو سمجھاجاسکتاہے کہ امام طحاویؒ نے صرف مخصوص مسائل میں مخصوص نسخ کی بات کہی ہے، مطلق تعزیرمالی یاعقوبت مالیہ کے نسخ کادعویٰ نہیں کیاہے،اس کی مختصر تفصیل یہ ہے کہ:

"امام طحاویؒ نے بیوی کی باندی سے زنا کی بحث میں پہلے حضرت سلمہ بن المحبقؓ کی روایت نقل کی ہے جس میں نبی کریم ﷺ نے بصورت جبر باندی کو آزاد کرنے اور بصورت رضا زانی کی ملکیت میں دینے کاحکم فرمایا،اورزانی پراس کی قیمت واجب قراردی ،اس کے بعدامام طحاویؒ نے حضرت نعمان بن بشیرؓ کی روایت نقل کی ہے کہ اب ایسی صورت میں محصن پررجم اور غیر محصن پر کوڑے کی سزاآئے گی، حضرت نعمانؓ کی روایت سے حضرت سلمہ بن المحبقؓ کی روایت منسوخ ہوگئی:

فهذاالذى ذكرالنعمان -عندنا- ناسخ لماروا‌ه سلمة بن المحبق

اس کے بعدنسخ کی تفصیل اور تاریخ بیان کی ہے کہ:

وذلک ان الحکم کان فی اول الاسلام یوجب عقوبات بافعال فی اموال ویوجب عقوبات فی ابدان باستهلاک اموال

کہ ابتداء اسلام میں قانون یہ تھاکہ خلاف شریعت عمل کے ارتکاب پرمالی عقوبت واجب ہوتی تھی اور کسی کامال ہلاک کرنے پربدنی عقوبت، مثلاًزکوۃ نہ

دینے والے سے مقررہ زکوۃ کے علاوہ بطور جرمانہ اس کا آدھامال بھی لیاجاتاتھا،گم شدہ اونٹ چھپانے والے سے اونٹ کی قیمت کے بقدرضمان بھی لیاجاتاتھا،امام طحاویؒ نے حریسۃ الجبل اور ثمر معلق کی روایات بھی نقل کی ہیں جن میں بقدرقیمت ضمان کے علاوہ مزیدایک مثل مال بطور غرامت لئے جانے کاحکم دیاگیاہے،یعنی مالی جرائم میں ضمان مثل کے علاوہ مزیدمال بھی

لے کر مظلوم کو دلوایا جاتا تھا، گویا دوہری عقوبت، لیکن بعد میں تحریم ربا، قانون زنا، اور قانون سرقہ وغیرہ احکام آجانے کے بعد عقوبت مثلین کا یہ قانون منسوخ ہوگیا، اور مقررہ طور پر ضمان مثل کا قانون نافذ ہوا:

عن جده عبد الله بن عمرو بن العاص أن رجلا من مزينة أتى رسول الله صلى الله عليه و سلم فقال : يا رسول الله كيف ترى في حريسة الجبل فقال ليس في شيء من الماشية قطع إلا ما أواه المراح فبلغ ثمنه ثمن المجن ففيه قطع اليد وما لم يبلغ ثمن المجن ففيه غرامة مثليه وجلدات نكال قال يا رسول الله كيف ترى في الثمر المعلق قال هو ومثله معه والنكال وليس في شيء من الثمر المعلق قطع إلا ما أواه الجرين فما أخذ من الجرين فبلغ ثمنه ثمن المجن ففيه القطع وما لم يبلغ ثمن المجن ففيه غرامة مثليه وجلدات نكال فكانت العقوبات جارية فيما ذكر في هذه الآثار على ما ذكر فيها حتى نسخ ذلك بتحريم الربا فعاد الأمر إلى أن لا يؤخذ ممن أخذ شيئا إلا مثل ما أخذ وإن العقوبات لا تجب في الأموال بانتهاك الحرمات التي هي غير أموال فحديث سلمة عندنا كان في الوقت الأول فكان الحكم على من زنا بجارية امرأته مستكرها لها عليه أن تعتق عقوبة له في فعله ويغرم مثلها لامراته وإن كانت طاوعته ألزمها جارية زانية وألزمه مكانها جارية طاهرة ولم تعتق هي بطواعيتها إياه وفرق في ذلك بينما إذا كانت مطاوعة له وبينما إذا كانت مستكرهة ثم نسخ ذلك فردت الأمور إلى أن لا يعاقب أحد بانتهاك حرمة لم يأخذ فيها مالا بأن يغرم مالا ووجبت عليه العقوبة التي أوجب الله على سائر الزناة فثبت بما ذكرنا ما روى النعمان ونسخ ما روى سلمة بن المحبق وأما ما ذكروا من فعل عبد الله بن مسعود رضي الله عنه ومذهبه في ذلك إلى مثل ما روى سلمة فقد خالفه فيه غيره من أصحاب

رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم[34]

لیکن اس کا مطلب یہ لینا درست نہیں کہ اب کسی جرم میں تعزیر مالی کی گنجائش نہیں رہی، علامہ عینیؒ نے شرح معانی الآثار کی شرح نخب الافکار میں اس حدیث کی شرح کے تحت ایک اعتراض کے جواب میں عہد صحابہ کے بعض واقعات سے استدلال کرتے ہوئے لکھاہے کہ بطور زجر وسیاست تعزیر مالی کا دروازہ اب بھی کھلا ہوا ہے اور یہ امام طحاویؒ کی گفتگو کے دائرہ سے خارج ہے:

قلت هذامحمول منهم على السياسة زيادة فى الزجروالعقوبة

نخب الافکار میں تقریباً بیس(۲۰) صفحات میں یہ بحث پھیلی ہوئی ہے[35]

اس طرح حنفیہ میں امام طحاویؒ سے امام بدرالدین عینیؒ تک کوئی بھی اس حدیث کے نسخ کا قائل نہیں ہے، یہ تمام تر اکابر علامہ ابن نجیمؒ سے قبل کے ہیں، علامہ علی بن خلیل علاء الدین طرابلسیؒ(متوفی ۸۴۴ھ)صاحب معین الحکام بھی قدیم ترین حنفی فقہاء میں ہیں، انہوں نے طاقتور لہجہ میں تحریر کیاہے کہ تعزیر بالمال کے نسخ کا دعویٰ نقل اوراستدلال دونوں لحاظ سے غلط ہے[36]۔

---

[34]- شرح معاني الآثارج ۳ص ۱۴۶حدیث نمبر:۴۵۱۰المؤلف : أحمد بن محمد بن سلامة بن عبدالملك بن سلمة أبو جعفر الطحاوي الناشر : دار الكتب العلمية – بيروت
الطبعة الأولى ، 1399 تحقيق : محمد زهري النجار عدد الأجزاء:4

[35]-نخب الافکارفی تنقیح مبانی الاخبارعلیٰ شرح معانی الآثارللامام بدرالدین عینی (م ۸۷۵ھ)کتاب الحدود،الرجل یزنی بجاریة امرأته ج ۱۵ ص ۴۸۱ تا۵۰۰ مطبوعہ وزارۃ الاوقاف والشؤن الاسلامیۃ قطر،۱۴۲۹ھ مطابق ۲۰۰۸ء۔

[36]- معين الحكام فيما يتردد بين الخصمين من الأحكام ج ۲ ص ۴۴۹ المؤلف : علي بن خليل الطرابلسي، أبو الحسن، علاء الدين (المتوفى : 844هـ)مصدر الكتاب : موقع الإسلام۔

فقہاء حنفیہ میں تعزیر مالی کے جواز کے قائلین

سابقہ تفصیلات سے یہ امر منقح ہو چکا ہے کہ امام ابویوسفؒ کے قول جواز کو مرجوح اور کمزور بنانے کا سلسلہ دسویں صدی ہجری سے شروع ہوا، ماقبل کی صدیوں میں اسے عام طور پر ایک معتبر اور لائق اختیار قول کی حیثیت حاصل تھی، فقہاء اپنی کتابوں میں بلا تنکیر و تضعیف اس قول کو نقل کرتے تھے، اور متعدد بڑے فقہاء نے اس قول کی جانب اپنا رجحان ظاہر کیا تھا،۔۔۔ مثلاً:

☆علامہ علاء الدین علی بن خلیل طرابلسیؒ (متوفیٰ ۸۴۴ھ) کا رجحان اوپر نقل کیا گیا،

☆امام طحاوی کی رائے جواز کی ہے، وہ تعزیر مالی کو منسوخ قرار نہیں دیتے ہیں (عبارت آچکی ہے)[37]

☆علامہ ابن ہمام صاحب فتح القدیر بھی جواز کا رجحان رکھتے ہیں، عبارت پہلے گذر چکی ہے[38]۔

☆علامہ بابرتیؒ کی رائے بھی یہی ہے[39]۔

☆علامہ زیلعی بھی جواز کا رجحان رکھتے ہیں، عبارت پہلے گذر چکی ہے[40]۔

---

[37]-مشکل الآثار للطحاوی ج 4 ص 208-

[38]- فتح القدير ج ٥ ص ٣٤٥ كمال الدين محمد بن عبد الواحد السيواسي سنة الولادة / سنة الوفاة 681هـ الناشر دار الفكرمكان النشر بيروت
عدد الأجزاء-

[39]- العناية شرح الهداية ج ٧ ص ٣٠٢ المؤلف : محمد بن محمد البابرتي (المتوفى : 786هـ)مصدر الكتاب:موقع الإسلام -

[40]- تبيين الحقائق شرح كنز الدقائق وحاشية الشِّلْبِيِّ ج ٣ ص ٢٠٨ المؤلف : عثمان بن علي بن محجن البارعي ، فخر الدين الزيلعي الحنفي (المتوفى : 743 هـ)الحاشية :شهاب الدين أحمد بن محمد بن أحمد بن

☆علامہ ابن البزاز الکردریؒ صاحب فتاویٰ بزازیہ بھی جواز کی رائے رکھتے ہیں [41]

☆خاتمۃ المجتہدین علامہ رکن الدین ابو یحیٰ الخوارزمی اور امام ظہیر الدین التمرتاشیؒ کی بھی یہی رائے ہے [42]

☆صاحب خلاصۃ الفتاویٰ کا رجحان مالی تعزیر کے جواز کی طرف ہے، اکثر کتابوں میں ان کا حوالہ دیا گیا ہے [43]

☆مفتی عبد القادر آفندی نے فتاویٰ بزازیہ کی عبارت کی بنیاد پر جواز کا فتویٰ دیا[44]۔

☆صاحب فتاویٰ تاتارخانیہ کے انداز بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ بھی جواز کا رجحان رکھتے ہیں[45] عبارت پہلے نقل کی جا چکی ہے۔

☆علامہ ابن نجیمؒ کا رجحان بھی البحر الرائق میں اسی کے قریب نظر آتا ہے، عبارت گذر چکی ہے [46]

يونس بن إسماعيل بن يونس الشِّلْبِيُّ (المتوفى : 1021 هـ)الناشر : المطبعة الكبرى الأميرية – بولاق ، القاهرة الطبعة : الأولى ، 1313 هـ-

[41]- فتاویٰ بزازیۃ علی الہندیۃ ج ۶ ص ۴۲۷ المطبعۃ الکبری الامیریۃ بولاق مصر سنہ ۱۳۱۰ھ۔

[42]- فتاویٰ بزازیۃ علی الہندیۃ ج ۶ ص ۴۲۷ المطبعۃ الکبری الامیریۃ بولاق مصر سنہ ۱۳۱۰ھ۔

[43]- الفتاویٰ التتارخانیۃ ج ۶ ص ۴۰۲،۴۰۱ ترتیب وتخریج مفتی شبیراحمدقاسمی مرادآباد،مطبوعہ مکتبہ زکریادیوبند

[44]-واقعات المفتین ص ۵۹ المطبعۃ المنیریۃ مصر۔

[45]- الفتاویٰ التتارخانیۃ ج ۶ ص ۴۰۲،۴۰۱ ترتیب وتخریج مفتی شبیراحمدقاسمی مرادآباد،مطبوعہ مکتبہ زکریادیوبند

[46]- البحر الرائق شرح كنز الدقائق ج ۵ ص ۴۴ زين الدين ابن نجيم الحنفي سنة الولادة 926هـ/ سنة الوفاة 970هـ الناشر دار المعرفة مكان النشر بيروت-

☆علامہ نجم الدین الزاہدی الغزمینیؒ صاحب المجتبیٰ(متوفی ۶۵۸ھ) بھی جواز کے قائل ہیں[47]

☆حنفی فقیہ قاضی نجم الدین طرطوسی (متوفی ۷۵۸ھ)بھی تعزیر بالمال کے جواز کے قائل ہیں۔

فالذی یبرطل علی القضاء یستحق عندی التعزیربالمال والضرب [48]

☆علامہ مخدوم جعفر سندھیؒ بھی جواز کے قائل ہیں، گو کہ اس کی عام اشاعت کو وہ سلاطین زمانہ کے خوف سے مناسب نہیں سمجھتے۔

ان روایۃ جوازالتعزیرباخذالمال ینبغی ان لایطلع علیہ سلاطین زماننالانہم بعدالاطلاع قدیتجاوزون حدالاخذ بالحق الی التعدی بالباطل [49]۔

☆ماضی قریب کے علماء میں ابوالحسنات حضرت مولاناعبدالحی فرنگی محلیؒ بھی تعزیر بالمال کے جواز کے قائل ہیں[50]:

صرح فی الخلاصۃ والظہیریۃ بجوازالتعزیرباخذالمال واحراق البیت ونحوذلک [51]۔

☆ہندوستان کے فقیہ النفس عالم دین اور محدث حضرت مولاناابوالمحاسن

---

[47]- البحر الرائق شرح كنز الدقائق ج ۵ ص ۴۴زين الدين ابن نجيم الحنفي سنة الولادة 926هـ/ سنة الوفاة 970هـ الناشر دار المعرفة مكان النشر بيروت-

[48]-تحفۃ الترک فیمایجب ان یعمل فی الملک ،الفصل الخامس فی الکشف عن القضاء اونوابھم ص 49-

[49]-المتانۃ ص 545 بحوالہ احسن الفتاویٰ ج 5 ص 553-

[50]- مجموعۃ الفتاویٰ ج ۳ ص ۴۸، مطبوعہ قیومی کانپور۔

[51]-حاشیۃ شرح وقایۃ ج ۵ ص ۳۰۸۔

سید محمد سجاد صاحبؒ بانی امارت شرعیہ نے بھی جواز کا فتویٰ دیا ہے [52]۔

☆حضرت مولانا عبد الحق حقانیؒ (صاحب فتاویٰ حقانیہ) بھی امام ابو یوسفؒ کے قول جواز کو ترجیح دیتے تھے اور کہتے تھے کہ یہ مسئلہ قضا کا ہے اور باب قضا میں امام ابو یوسف کے قول کو ترجیح حاصل ہوتی ہے [53]

☆علامہ شمس الحق افغانی سابق استاذ دار العلوم دیوبند و سابق شیخ الحدیث جامعہ اسلامیہ ڈابھیل بھی جواز کے قائل ہیں۔

یجوز التعزیر باخذ المال وھو مذھب ابی یوسف وبہ قال مالک ومن قال ان العقوبۃ المالیۃ منسوخۃ فقط غلط وفعل الخلفاء الراشدین واکابر الصحابۃ لہا بعد موتہ ﷺ مبطل لدعویٰ نسخہا والمدعون للنسخ لیس معہم سنۃ ولا اجماع[54]۔

☆استاذی المکرم حضرت مولانا مفتی نظام الدین اعظمی سابق صدر مفتی دار العلوم دیوبند بھی جواز کے قائل تھے [55]

☆عصر جدید کے فقیہ اکبر قاضی القضاۃ حضرت مولانا قاضی مجاہد الاسلام قاسمیؒ بانی مجمع الفقہ الاسلامی ہند بھی جواز کی رائے رکھتے ہیں [56]

☆حضرت مولانا مفتی تقی عثمانی صاحب دامت برکاتہم بھی جواز کے وکیل ہیں ،اور آپ نے اس کی اہم بنیادوں کی نشاندہی کی ہے [57]۔وغیرہ۔

---

[52]-- فتاویٰ امارت شرعیہ: ۱/۲۵۷،۲۹۰۔

[53]-فتاویٰ حقانیہ ج ۲ ص ۳۳۴ مطبوعہ جامعہ حقانیہ اکوڑہ خٹک۔

[54]-معین القضاۃ والمفتین ج ۱ ص ۷۰ ،مطبوعہ میر محمد کتب خانہ

[55]-منتخبات نظام الفتاویٰ ج ۳ ص ۳۷۶ مطبوعہ دیوبند۔

[56]-دار القضاء کے فیصلے ص مطبوعہ امارت شرعیہ پٹنہ۔

[57]-تقریر ترمذی ج ۲ ص ۱۱۸ مطبوعہ دیوبند۔

یہ تقریباًپندرہ (۱۵)فقہاء متقدمین اور سات(۷)علماء متأخرین یعنی کم از کم تیئیس (۲۳) شخصیات کے اسماء گرامی ہیں،اوران میں زیادہ تر وہ لوگ ہیں جو دسویں صدی ہجری سے پہلے کے ہیں،جن کا عرصہ عہد ائمۂ مجتہدین کے بعد تقریباًسات آٹھ صدیوں تک محیط ہے،اور جو بہر حال زمانۂ مابعد کے لحاظ سے خیر القرون کے ایام تھے،دسویں صدی ہجری سے رجحانات کی تبدیلی کاسلسلہ شروع ہوا،اس کے پیچھے ممکن ہے سلاطین زمانہ کے مظالم کاخوف ہویااور کوئی سبب ،اس کے بعد جو فقہی کتابیں اور مجموعے تیار ہوئےان میں بالعموم عدم جواز کے قول کواصل مسلک حنفی کی حیثیت سے نمایاں کیاگیا، اورامام ابویوسفؒ کے قول جوازکو مختلف دلائل وتاویلات کے ذریعہ کمزور ثابت کیاگیا،مگرعہداخیر کی ان چارپانچ صدیوں میں اگربڑے فقہاء اور مصنفین کی فہرست بنائی جائے توشایدوہ مذکورہ تعدادتک نہ پہونچ سکے،۔۔۔۔۔اوریوں بھی سلف ہر حال میں خلف پر فضیلت رکھتے ہیں۔

مالکیہ-اصل مذہب

تعزیرات مالیہ کے سلسلے میں مالکیہ کااصل مذہب بھی یہی ہے کہ ناجائز ہے،علامہ صاویؒاوردسوقی وغیرہ نے یہی نقل کیاہے:

☆و أما التعزير بأخذ المال فلا يجوزإجماعاً و ما روى عن الإمام أبي يوسف صاحب أبي حنيفة من جواز التعزير للسلطان بأخذ المال فمعناه كما قال البراذعي من أئمة الحنفية أن يمسك المال عنده مدة ليتزجر ثم يعيده إليه لا أنه يأخذ لنفسه أو لبيت المال كما يتوهمه الظلمة ، إذ لا يجوز أخذ مال بغيرسبب شرعي و في نظم العمليات : (ولم تجز عقوبة بالمال ** أو فيه عن

قول من الأقوال)[58]

☆وَلَا يَجُوزُ التَّعْزِيرُ بِأَخْذِ الْمَالِ إجْمَاعًا وما رُوِيَ عن الْإِمَامِ أبي يُوسُفَ صَاحِبِ أبي حَنِيفَةَ من أَنَّهُ جَوَّزَ لِلسُّلْطَانِ التَّعْزِيرَ بِأَخْذِ الْمَالِ فَمَعْنَاهُ كما قال الْبَزَّازِيُّ من أَئِمَّةِ الْحَنَفِيَّةِ أَنْ يَمْسِكَ الْمَالَ عِنْدَهُ مُدَّةً ليترنجر (((ليترجر))) ثُمَّ يُعِيدَهُ إلَيْهِ لَا أَنَّهُ يَأْخُذُهُ لِنَفْسِهِ أو لِبَيْتِ الْمَالِ كما يَتَوَهَّمُهُ الظَّلَمَةُ إذْ لَا يَجُوزُ أَخْذُ مَالِ مُسْلِمٍ بِغَيْرِ سَبَبٍ شَرْعِيٍّ أَيْ كَشِرَاءٍ أو هِبَةٍ[59]

☆قال الدسوقي المالكي في حاشيته: "(قوله: وتصدق بما غش) أي جوازا لا وجوبا خلافا لعبق لما يذكره المصنف آخرا من قوله، ولو كثر فإن هذا قول مالك والتصدق عنده جائز لا واجب وما ذكره المصنف من التصدق هو المشهور وقيل: يراق اللبن ونحوه من المائعات وتحرق الملاحف والثياب الرديئة النسج قاله ابن العطار وأفتى به ابن عتاب وقيل: إنها تقطع خرقا خرقا وتعطى للمساكين وقيل: لا يحل الأدب بمال امرئ مسلم فلا يتصدق به عليه ولا يراق اللبن ونحوه ولا تحرق الثياب ولا تقطع الثياب ويتصدق بها، وإنما يؤدب الغاش بالضرب حكى هذه الأقوال ابن سهل، قال ابن ناجي: واعلم أن هذا الخلاف إنما هو في نفس المغشوش هل يجوز الأدب فيه أم لا، وأما لو زنى رجل مثلا فلا قائل فيما علمت أنه يؤدب بالمال، وإنما يؤدب بالحد وما يفعله الولاة من أخذ المالفلا شك في عدم جوازه، وقال الونشريسي أما

---

[58]- بلغة السالك لأقرب المسالك ج ٤ص٢٦٨ أحمد الصاوي تحقيق ضبطه وصححه: محمد عبد السلام شاهين الناشر دار الكتب العلمية سنة النشر 1415هـ – 1995م مكان النشر لبنان/ بيروت عدد الأجزاء 4

[59]- حاشية الدسوقي على الشرح الكبيرج ٤ ص ٣٥٥ محمد عرفه الدسوقي تحقيق محمد عليش الناشر دار الفكرمكان النشر بيروت عدد الأجزاء 4-

العقوبة بالمال فقد نص العلماء على أنها لا تجوز وفتوى البرزلي بتحليل المغرم لم يزل الشيوخ يعدونها من الخطأ اهـ[60]

بعض مالکیہ کے یہاں جواز کی رائے

لیکن مشہور مالکی فقیہ علامہ ابن فرحون نے مالکیہ کا مسلک جواز کا نقل کیا ہے اور تعزیر مالی کی کئی مثالیں بھی پیش کی ہیں جو خود حضرت امام مالکؒ سے منقول ہیں، مثلاً امام مالکؒ نے فتویٰ دیا کہ ملاوٹ والے دودھ یا مشک کو صدقہ کر دیا جائے گا، تاکہ ملاوٹ کرنے والے کو سبق ملے، یا کوئی بدکردار شخص اپنے پڑوسیوں کو تنگ کرے تو اس کا مکان فروخت کر دیا جائے گا، اور دوسری جگہ منتقل ہونے کا حکم دیا جائے گا، یہ مالی اور جسمانی دونوں لحاظ سے سزا ہے، وغیرہ۔

وَالتَّعْزِيرُ بِالْمَالِ : قَالَ بِهِ الْمَالِكِيَّةُ فِيهِ ، وَلَهُمْ تَفْصِيلٌ ذَكَرْت مِنْهُ فِي كِتَابِ الْحِسْبَةِ طَرَفًا ، فَمِنْ ذَلِكَ سُئِلَ مَالِكٌ عَنْ اللَّبَنِ الْمَغْشُوشِ أَيُهْرَاقُ ؟ قَالَ : لَا ، وَلَكِنْ أَرَى أَنْ يُتَصَدَّقَ بِهِ إذَا كَانَ هُوَ الَّذِي غَشَّهُ .وَقَالَ فِي الزَّعْفَرَانِ وَالْمِسْكِ الْمَغْشُوشِ مِثْلَ ذَلِكَ قَلِيلًا أَوْ كَثِيرًا ، وَخَالَفَهُ ابْنُ الْقَاسِمِ فِي الْكَثِيرِ .وَقَالَ يُبَاعُ الْمِسْكُ وَالزَّعْفَرَانُ عَلَى مَنْ لَا يُغَشُّ بِهِ وَيُتَصَدَّقُ بِالثَّمَنِ أَدَبًا لِلْغَاشِّ

.

. مَسْأَلَةٌ : وَالْفَاسِقُ إذَا آذَى جَارَهُ وَلَمْ يَنْتَهِ ، تُبَاعُ عَلَيْهِ دَارُهُ وَهُوَ عُقُوبَةٌ فِي الْمَالِ وَالْبَدَنِ .مَسْأَلَةٌ : وَمَنْ مَثَّلَ بِأَمَتِهِ عَتَقَتْ عَلَيْهِ وَذَلِكَ عُقُوبَةٌ بِالْمَالِ[61]۔

---

[60]- الشرح الكبير و حاشية الدسوقي،46/3، ط: دار الفكر

[61]- تبصرة الحكام في أصول الأقضية ومناهج الأحكام ج ٥ ص ٢٧٣ المؤلف : إبراهيم بن علي بن محمد، ابن فرحون، برهان الدين اليعمري (المتوفى : 799هـ)

بعض علماء نے اسی کومالکیہ کا قول مشہور قرار دیاہے ،جیساکہ فتاویٰ ابن تیمیۃ اورالموسوعۃ الفقہیۃ الکویتیۃ سے ظاہر ہوتا ہے،ابن تیمیہ لکھتے ہیں:

ومذهب مالك وأحمد وغيرهما : أن العقوبات المالية كالبدنية ، تنقسم إلى ما يوافق الشرع وإلى ما يخالفه ، وليست العقوبة المالية منسوخة عندهما[62]

موسوعہ کی عبارت ہے:

أمافي مذهب مالك في المشهور عنه ، فقد قال ابن فرحون : التعزير بأخذ المال قال به المالكية[63]-

شافعیہ-اختلاف اقوال

تعزیر بالمال کے سلسلہ میں امام شافعیؒ سے دو قول منقول ہیں،ایک قول عدم جواز کا ہے اور یہ امام شافعیؒ کا قول جدید ہے،دوسرا قول جواز کا ہے اور یہ ان کا قول قدیم ہے،الموسوعۃ الفقہیۃ میں علامہ شبراملسی کے حوالے سے نقل کیا گیاہے:

☆وقال الشبراملسي : ولا يجوز على الجديد بأخذ المال . يعني لا يجوز التعزير بأخذ المال في مذهب الشافعي الجديد، وفي المذهب القديم : يجوز [64]

[62]- الحسبة لابن تيمية ص ٧٥ المؤلف : تقي الدين أبو العباس أحمد بن عبد الحليم بن تيمية الحراني (المتوفى : 728هـ)عدد الصفحات : 50-

[63]-الموسوعة الفقهية الكويتية ج ١٢ ص ٢٧٠ صادر عن : وزارة الأوقاف والشئون الإسلامية – الكويت عدد الأجزاء : 45 جزءا الطبعة : (من 1404 - 1427 هـ)

..الأجزاء 1 - 23 : الطبعة الثانية ، دارالسلاسل – الكويت ..الأجزاء 24 - 38 : الطبعة الأولى ، مطابع دار الصفوة – مصر ..الأجزاء 39 - 45 : الطبعة الثانية ، طبع الوزارة-

[64]- الموسوعة الفقهية الكويتية ج ١٢ ص ٢٧٠ صادر عن : وزارة الأوقاف والشئون الإسلامية – الكويت عدد الأجزاء : 45 جزءا الطبعة : (من 1404 - 1427 هـ)

☆وَلَا يَجُوزُ عَلَى الْجَدِيدِ بِأَخْذِ الْمَالِ[65]

کتاب الام میں ہے:

☆قال الإمام الشافعيؒ: " لا يعاقب رجل في ماله وإنما يعاقب في بدنه وإنما جعل الله الحدود على الأبدان وكذلك العقوبات فأما على الأموال فلا عقوبة عليها.[66]"

علامہ نوویؒ تحریر فرماتے ہیں:

☆هذا مذهبہ الجديد و هو المفتى بہ. وهذا في غير اخذ سلب من اصطاد في حرم المدينة لأن المفتى به فيه مذهبه القديم.قال النوويؒ:" ولا بأس بتسويد وجهه والمناداة عليه ويحرم حلق لحيته وأخذ ماله.[67]"

حنابلہ -اختلاف آراء

حنابلہ کے نزدیک تعزیز بالمال قطعی جائز نہیں، اس لئے کہ شریعت میں اس

..الأجزاء 1 – 23 : الطبعة الثانية ، دارالسلاسل – الكويت ..الأجزاء 24 – 38 : الطبعة الأولى ، مطابع دار الصفوة – مصر ..الأجزاء 39 – 45 : الطبعة الثانية ، طبع الوزارة.

[65]- حاشيتا قليوبي وعميرة ج ١٥ ص ٣٠٤ المؤلف : شهاب الدين القليوبي (المتوفى : 1069 هـ) وأحمد البرلسي عميرة (المتوفى : 957هـ)[هي حاشية على كتاب المنهاج للنووي (المتوفى : ت 676هـ)] * حواشي الشرواني والعبادي ج ٩ ص ١٢٩ المؤلف :عبد الحميد المكي الشرواني (المتوفى : 1301هـ) و أحمد بن قاسم العبادي (المتوفى : 992هـ)[الكتاب حاشية على تحفة المحتاج بشرح المنهاج لابن حجر الهيتمي (المتوفى : 974 هـ) الذي شرح فيه المنهاج للنووي (المتوفى : 676 هـ)]مصدر الكتاب : موقع يعسوب [ترقيم الكتاب موافق للمطبوع] * نهاية المحتاج إلى شرح المنهاج ج ٢٦ ص ٢٥٣ المؤلف : شمس الدين محمد بن أبي العباس أحمد بن حمزة شهاب الدين الرملي (المتوفى : 1004هـ)[هو شرح متن منهاج الطالبين للنووي (المتوفى 676 هـ) .

[66]- الأم للشافعي، 265/4، ط: دار المعرفة

[67]- المجموع شرح المهذب،125/20، دار الفكر.

کا دور دور تک ثبوت نہیں ہے، نیز اصل واجب تادیب اور تنبیہ ہے اور اتلاف سے یہ مقصد پورا نہیں ہوتا، مذہب حنبلی کی تمام کتابوں میں یہ مسئلہ صراحت کے ساتھ موجود ہے:

والتعزير يكون بالضرب والحبس والتوبيخ ؟ ولا يجوز قطع شيء منه ولا جرحه ولا أخذ ماله لأن الشرع لم يرد بشيء من ذلك عن أحد يقتدى به ولأن الواجب أدب والتأديب لا يكون بالاتلاف[68]

علامہ ابن تیمیہؒ اور ابن القیمؒ کی رائے

لیکن مسلک حنبلی کے دو ممتاز فقیہ علامہ ابن تیمیہؒ اور علامہ ابن القیمؒ نے اس رائے سے اختلاف کیا ہے، بلکہ ان لوگوں کی تغلیط کی ہے جو علی الاطلاق عدم جواز کی نسبت امام احمد بن حنبلؒ یا امام مالک کی طرف کرتے ہیں، علامہ ابن تیمیہ کے نزدیک علی الاطلاق مالی سزاؤں کو ناجائز کہنا درست نہیں، اس لئے کہ رسول اللہ ﷺ کے بعد خلفاء راشدین اور صحابۂ کرام کا عمل تعزیر بالمال پر رہا ہے، یہ اس بات کی دلیل ہے کہ اس کا جواز منسوخ نہیں ہوا ہے۔

☆ومن قال: إن العقوبات المالية منسوخة، وأطلق ذلك عن أصحاب مالك وأحمد، فقد غلط على مذهبهما، ومن قال مطلقاً من أى مذهب كان، فقد قال قولاً بلا دليل، ولم يجئ عن النبى صلى الله عليه وسلم شئ قط يقتضى أنه حرام جميع العقوبات المالية ؛ بل

---

[68]- المغني في فقه الإمام أحمد بن حنبل الشيباني ج ١٠ ص ٣٢٤ المؤلف : عبد الله بن أحمد بن قدامة المقدسي أبو محمدالناشر : دار الفكر – بيروت الطبعة الأولى ، 1405

عدد الأجزاء : 10 * كشاف القناع عن متن الإقناع ج ٢٠ ص ٤٨٩ المؤلف : منصور بن يونس بن إدريس البهوتي (المتوفى : 1051هـ) * شرح منتهى الإرادات المسمى دقائق أولي النهى لشرح المنتهى ج ٣ ص ٣٦٦ منصور بن يونس بن إدريس البهوتي سنة الولادة / سنة الوفاة 1051 الناشر عالم الكتب سنة النشر 1996 مكان النشر بيروت

عدد الأجزاء 3

أخذ الخلفاء الراشدين وأكابر أصحابه بذلك بعد موته دليل على أن ذلك محكم غير منسوخ[69]۔

☆وادعى قوم أن العقوبات المالية منسوخة ولا حجة معهم في ذلك أصلا كما أن البدن إذا قام بالفجور أقيم عليه الحد وان كان قد يتلف بإقامة الحد كذلك الذي قام به صنعة الفجور مثل الصنم يجوز إتلافه وتحريقه كما حرق رسول الله صلى الله عليه وسلم الأصنام

وكذلك من صنع صنعة محرمة في طعام أو لباس أو نحو ذلك[70]

نسخ کا دعویٰ صحیح نہیں

علامہ ابن قیمؒ نے تو یہاں تک دعویٰ کر دیا ہے کہ تعزیز مالی کے نسخ پر کتاب وسنت اور اجماع امت سے کوئی دلیل موجود نہیں ہے، محض ایک خیال کو دلیل سمجھ لیا گیا ہے:

وهذه قضايا صحيحة معروفة وليس يسهل دعوى نسخهاومن قال إن العقوبات المالية منسوخة وأطلق ذلك فقد غلط على مذاهب الأئمة نقلا واستدلالا فأكثر هذه المسائل سائغ في مذهب أحمد وغيره وكثير منها سائغ عند مالك وفعل الخلفاء الراشدين وأكابر الصحابة لها بعد موته صلى الله عليه وسلم مبطل أيضا لدعوى نسخها والمدعون للنسخ ليس معهم كتاب ولا سنة ولا إجماع يصحح دعواهم إلا أن يقول أحدهم مذهب أصحابنا عدم جوازها فمذهب أصحابه عيار على القبول والرد وإذا ارتفع عن هذه الطبقة ادعى أنها

---

[69]- فتاویٰ ابن تیمیہ: ۲۸/۱۱۱۔

[70]- مختصر الفتاوى المصرية لابن تيمية ج ۱ ص ۳۴۱ بدر الدين أبو عبد الله محمد بن علي الحنبلي البعلي سنة الولادة / سنة الوفاة 777هـ تحقيق محمد حامد الفقي الناشر دار ابن القيم سنة النشر 1406 – 1986 مكان النشر الدمام – السعودية عدد الأجزاء -

منسوخة بالإجماع وهذا غلط أيضا فإن الأمة لم تجمع على نسخها ومحال أن ينسخ الإجماع السنة ولكن لو ثبت الإجماع لكان دليلا على نص ناسخ [71]

تنقیح وتجزیہ

اس تجزیہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ تعزیر بالمال کے مسئلہ پر کسی مذہب فقہی میں اتفاق رائے موجود نہیں ہے،اور ہر مسلک میں کچھ مضبوط علماء عدم جواز کے بالمقابل جواز کے حامی اور وکیل رہے ہیں ،جب کوئی مسئلہ اس قدر مختلف فیہ بن جائے تو اس کی شدت خود بخود کم ہو جاتی ہے ،اور دونوں جانب گنجائش کی راہ نکل آتی ہے،ایسی صورت میں مسئلہ حلال وحرام کے بجائے اصول کے مطابق زیادہ سے زیادہ مکروہ وغیر مکروہ کارہ جاتا ہے،اور اگر دلیلوں کی بنیاد پر کسی جانب بھی انسان کامیلان ہو وہ قابل طعن نہیں ہوسکتا،اور نہ اس کو خروج عن المذہب قرار دیا جاسکتا ہے۔

عدم جواز کے وجوہات

☆دراصل عدم جواز کے قائلین کے ذہن میں یہ ہے کہ مالی جرمانہ مسئلہ کا حل نہیں ہے،اس لئے کہ ممکن ہے کہ مجرم کے پاس مال ہی نہ ہو تو وہ مالی جرمانہ کہاں سے ادا کرے گا۔۔اور اگر مجرم بہت زیادہ مالدار ہو تو جرمانہ ادا کرنا اس کے لئے کچھ مشکل نہ ہو گا، لیکن اس سے اس کے آئندہ جرم پر قابو پانا ضروری نہیں ،اس لئے کہ جرمانہ دینے کے بعد مجرم میں احساس ندامت کے بجائے اکثر اپنے بچ جانے کا احساس فتح پیدا ہوتا ہے،اور جرم کا سلسلہ جاری رہ سکتا ہے،مالی جرمانہ زیادہ سے زیادہ متوسط درجہ (مڈل کلاس) کے لوگوں کے لئے مفید

71- الطرق الحكمية في السياسة الشرعية لابن قيم ج ٢٢ ص ١٩۔ ☆جامع الفقہ لابن القیم: ٦/٥٠-٥٤٩،ترتیب،یسریٰ السید محمد(ط: دارالصفاء،بیروت۔

ہو سکتا ہے، جو جرمانہ کی ادائیگی کے بعد مالی دباؤ محسوس کریں اور آئندہ جرم کے ارتکاب کی جرأت نہ کریں۔

☆دوسری خرابی یہ ہے کہ مالی جرمانہ عائد کرنے کی صورت میں کبھی بدکردار اور ظالم افسروں کے لئے ظلم اور ناجائز لوٹ کھسوٹ کا دروازہ کھل سکتا ہے ، نیز معاشرہ میں رشوت کے جراثیم بھی جنم لے سکتے ہیں۔

قانون تعزیر کا مقصد یہ ہے کہ سزا ایسی ہو جو سب کے لئے قابل عمل ہو، اور آئندہ انسداد جرم کے حق میں بھی مفید ہو۔

☆عدم جواز کے قائلین کی طرف سے یہ دلیل بھی پیش کی گئی ہے کہ کتاب وسنت میں مالی جرمانہ کے جواز پر کوئی دلیل موجود نہیں ہے، اس لئے مالی جرمانہ وصول کرنا کسی کے مال کو بلا سبب شرعی ہڑپ کرنے کے مترادف ہو گا۔ قرآن وحدیث کی کئی نصوص میں یہ مضمون وارد ہوا ہے، فرمان باری تعالیٰ ہے:

☆وَلَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ وَتُدْلُوا بِهَا إِلَى الْحُكَّامِ لِتَأْكُلُوا فَرِيقًا مِنْ أَمْوَالِ النَّاسِ بِالْإِثْمِ وَأَنْتُمْ تَعْلَمُونَ[72]

☆يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ إِلَّا أَنْ تَكُونَ تِجَارَةً عَنْ تَرَاضٍ مِنْكُمْ وَلَا تَقْتُلُوا أَنْفُسَكُمْ إِنَّ اللَّهَ كَانَ بِكُمْ رَحِيمًا[73]

☆ارشادات نبویہ ہیں:

☆وقال النبي صلى الله عليه وسلم: لايحل مال امرئ مسلم إلا بطيب نفس منه[74]

---

[72]-البقرة : ۱۸۸

[73]-النساء : ۲۹-

☆عن عمرو بن يثربي , قال: شهدت رسول الله صلى الله عليه وسلم في حجة الوداع بمنى فسمعته يقول: «لا يحل لامرء من مال أخيه شيء إلا ما طابت به نفسه» , فقلت حينئذ: يا رسول الله صلى الله عليه وسلم أرأيت إن لقيت غنم ابن عم لي فأخذت منها شاة فاجتزرتها أعلي في ذلك شيء؟ , قال: «إن لقيتها نعجة تحمل شفرة وأزنادا فلا تمسها».“ (قال الزيلعي في نصب الرايه: اسناده جيد[75]

ترجمہ: حضرت عمرو بن یثربی ضمری سے مروی ہے کہ میں نبی ﷺ کے اس خطبے میں شریک تھا جو نبی ﷺ نے میدان منیٰ میں دیا تھا آپ نے مجملہ دیگر باتوں کے اس خطبے میں یہ ارشاد فرمایا تھا کہ کسی شخص کے لئے اپنے بھائی کا مال اس وقت تک حلال نہیں ہے جب تک وہ اپنے دل کی خوشی سے اس کی اجازت نہ دے میں نے یہ سن کر بارگاہ رسالت میں عرض کیا یا رسول اللہ یہ بتایئے کہ اگر مجھے اپنے چچازاد بھائی کا ریوڑ ملے اور میں اس میں سے ایک بکری لے کر چلا جاؤں تو کیا اس میں مجھے گناہ ہو گا۔ نبی ﷺ نے فرمایا اگر تمہیں ایسی بھیڑ ملے جو چھری اور چقماق کا تحمل کر سکتی ہو تو اسے ہاتھ بھی نہ لگانا۔

مگر ان روایات سے استدلال کمزور ہے اس لئے کہ ان میں اس مسلمان کا مال لینے سے منع کیا گیا ہے جو کسی گناہ اور جرم کا مرتکب نہ ہوا ہو، لیکن اگر کوئی مسلمان کسی جرم کا مرتکب ہوا ہے تو اس پر جس طرح جسمانی سزا عائد کی جاسکتی ہے اسی طرح مالی سزا بھی عائد کی جاسکتی ہے، اس لیے کہ مسلمان کا مال تو طیب نفس سے حلال ہو جاتا ہے لیکن اس کی جان طیب

---

[74]- مسند الإمام أحمد:٣٤/٣٩٩ ،رقم:٢٠٦٩٥، ت:شعيب أرناؤط، ط: مؤسسة الرسالة عام ١٤٢١هـ*ومسند أبويعلىٰ:٣/١٠٤، رقم:١٥٠٧، ت:حسين سليم، ط: دارالمأمون للتراث- دمشق عام١٤٠٤هـ

[75]- سنن الدارقطنی، 423/3، ط: مؤسسة الرسالة مسند احمد بن حنبل 20695-

نفس سے بھی حلال نہیں ہوتی لہٰذا جب کسی مسلمان نے جرم کیا اور پھر سزا کے طور پر اس کی جان کو کوئی نقصان پہنچایا جائے تو یہ سب کے نزدیک جائز ہے۔ تو پھر مال جو طیب نفس سے حلال ہو جاتا ہے وہ جرم کے ارتکاب میں بطریق اولی جائز ہو جانا چاہیے [76]۔

☆ایک بات یہ بھی کہی جاتی ہے کہ مالی جرمانہ کا جواز منسوخ ہو چکا ہے اور اس پر اجماع ہے،:

☆قال الطحاوي ؒ: "فكانت العقوبات جارية فيما ذكر في هذه الآثار على ما ذكر فيها حتى نسخ ذلك بتحريم الربا , فعاد الأمر إلى أن لا يؤخذ ممن أخذ شيئا إلا مثل ما أخذوإن العقوبات لا تجب في الأموال بانتهاك الحرمات التي هي غير أموال. فحديث سلمة – عندنا – كان في الوقت الأول فكان الحكم على من زنى بجارية امرأته مستكرها لها , عليه أن تعتق عقوبة له في فعله , ويغرم مثلها لامرأته. وإن كانت طاوعته ألزمها جارية زانية وألزمه مكانها جارية طاهرة ولم تعتق هي بطواعيتها إياه. وفرق في ذلك , بينما إذا كانت مطاوعة له , وبينما إذا كانت مستكرهة ثم نسخ ذلك فردت الأمور إلى أن لا يعاقب أحد بانتهاك حرمة لم يأخذ فيها مالا بأن يغرم مالا , ووجبت عليه العقوبة التي أوجب الله على سائر الزناة. فثبت بما ذكرنا ما روى النعمان ونسخ ما روى سلمة بن المحبق." [77]

☆قال البناني في حاشيته: "وهل يكون التعزير بأخذ المال في معصية لاتعلق لها بالمال أم لا الخ. يدل على قصوره ما ذكره ابن رشد في رسم مساجد القبائل من سماع ابن القاسم من كتاب الحدود في القذف ونصه مالك لا يرى العقوبات في الأموال وإنما كان ذلك في أول الإسلام من ذلك ما روي عن النبي – صلى الله

---

[76]-مولانا تقی عثمانی، درس ترمذی۔

[77]- شرح معانی الآثار،146/3، ط: عالم الكتب-اس عبارت کی تشریح پہلے گذر چکی ہے۔

عليه وسلم – في مانع الزكاة أنها تؤخذ منه وشطر ماله عزمة من عزمات ربنا وما روي عنه عليه الصلاة والسلام في حريسة الجبل أن فيها غرامة مثلها وجلدات نكال وما روي عنه عليه الصلاة والسلام إن سلب من أخذ وهو يصيد في الحرم لمن أخذه كان ذلك كله في أول الإسلام وحكم به عمر بن الخطاب ثم انعقد الإجماع على أن ذلك لا يجب وعادت العقوبات على الجرائم في الأبدان اهـ.[78]

☆قال ابن رشد ؒ: "وقول ابن القاسم في أنه لا يتصدق من ذلك على الغاش إلا بالشيء اليسير أحسن من قول مالك؛ لأن الصدقة بذلك من العقوبات في الأموال،والعقوبات في الأموال أمر كان في أول الإسلام، من ذلك ما روي عن النبي – عَلَيْهِ السَّلَامُ – في مانع الزكاة: «إنما آخذها منه وشطر ماله عزمة من عزمات ربنا» ، وما روي عنه فيه: «حريسة الجبل أن فيها غرامة مثليها وجلدات نكال» ، وما روي عنه من «أن من أخذ بصيد في حرم المدينة شيئا، فلمن أخذه سلبه» ، ومن مثل هذا كثير، ثم نسخ ذلك كله بالإجماع على أن ذلك لا يجب، وعادت العقوبات في الأبدان، فكان قول ابن القاسم أولى بالصواب استحسانا، والقياس أن لا يتصدق من ذلك بقليل ولا كثير، وبالله التوفيق."[79]

مگر بہت سے علماء کو اس سے اتفاق نہیں ہے،اس لئے کہ خلفاء راشدین اور صحابہ کا تعامل اس تصور نسخ کے خلاف ہے جیسا کہ اس کا ذکر پہلے آچکا ہے،اور کچھ تفصیل آگے آرہی ہے۔

تعزیر مالی کے جواز کے دلائل

جب کہ قائلین جواز کی دلیلوں میں بھی بڑا دم ہے، مثلاً:

---

[78]- شرح الزرقانی علی مختصر الخلیل و حاشیۃ البنانی،201/8، ط: دار الکتب العلمیۃ۔
[79]- البیان و التحصیل، 320/9، ط:دار الغرب الإسلامي۔

☆کوئی ایسی صریح دلیل موجود نہیں ہے جس میں مالی سزاؤں کی ممانعت کی گئی ہو۔

☆بلکہ متعدد روایات سے ثابت ہوتا ہے کہ بعض جرائم پر عہد نبوت میں بھی مالی سزائیں دی جاتی تھیں، مثلاً حضرت بہزبن حکیم کی روایت میں ہے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا جو زکوٰۃ ادا نہیں کرے گا اس سے زکوٰۃ کے علاوہ بھی وصول کیا جائے گا:

☆عَنْ بَهْزِ بْنِ حَكِيمٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ قَالَ: سَمِعْتُ نَبِيَّ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: " فِي كُلِّ إِبِلٍ سَائِمَةٍ . فِي كُلِّ أَرْبَعِينَ ابْنَةُ لَبُونٍ.لَا تُفَرَّقُ إِبِلٌ عَنْ حِسَابِهَا.مَنْ أَعْطَاهَا مُؤْتَجِرًا فَلَهُ أَجْرُهَا،وَمَنْ مَنَعَهَا فَإِنَّا آخِذُوهَا مِنْهُ وَشَطْرَ إِبِلِهِ عَزْمَةً مِنْ عَزَمَاتِ رَبِّنَا لَا يَحِلُّ لِآلِ مُحَمَّدٍ مِنْهَا شَيْءٌ " **قال المحقق ارنؤوط: إسناده حسن.**[80]

---

[80]- سنن أبي داود، 26/3، ط: دار الرسالة العالمية۔ مسند الإمام أحمد بن حنبل ج ٣٣ ص ٢٢٠ حدیث نمبر:٢٠٠١٦المؤلف : أبو عبد الله أحمد بن محمد بن حنبل بن هلال بن أسد الشيباني (المتوفى : 241هـ)المحقق : شعيب الأرنؤوط – عادل مرشد ، وآخرون إشراف : د عبد الله بن عبد المحسن التركي الناشر : مؤسسة الرسالة الطبعة : الأولى ، 1421 هـ – 2001 م ، إسناده حسن، بهز بن حكيم وأبوه صدوقان.وأخرجه عبد الرزاق (6824) ، وابن أبي شيبة 122/3، وأبو عبيد في "الأموال" (987) ، وابن زنجويه في "الأموال" (1443) ، والدارمي (1677) ، وأبو داود (1575) ، والنسائي 25/5، وابن خزيمة (2266) ، والطحاوي في "شرح معاني الآثار" 9/2 و297/3، والطبراني في "الكبير" 19/ (984) و (985) و (986) و (987) و (988) ، والحاكم 398/1، وابن حزم في "المحلى" 57/6، والبيهقي 105/4 و116، والخطيب في "تاريخه" 448/9 من طرق عن بهز بن حكيم، بهذا الإسناد.

☆علامہ ابن تیمیہؒ اور علامہ ابن قیمؒ اس موقف کے بہت مضبوط وکیل ہیں، ان دونوں نے مشترکہ طور پر عہد نبوت اور عہد خلفاء راشدین کے کئی واقعات سے مالی جرمانہ کے جواز پر استدلال کیا ہے، مثلاً:

☆رسول اللہ ﷺ نے حرم مدینہ میں شکار کرنے والے کا شکار ضبط کر لینے کی اجازت دی۔

☆شراب کے مٹکے اور ظروف توڑ دینے کا حکم فرمایا۔

☆ حضرت عبداللہ بن عمرؓ کو زرد کپڑے جلا دینے کا حکم فرمایا۔

☆خیبر کے دن ان ہانڈیوں کو توڑ دینے کا حکم فرمایا جن میں گھریلو گدھوں کے گوشت پکائے گئے تھے۔

☆عہد نبوت میں آپ ﷺ کے حکم سے مسجد ضرار منہدم کی گئی۔

☆مال غنیمت میں خیانت کرنے والے کا مال نذر آتش کیا گیا۔

☆درختوں کے پھل وغیرہ کی چوری کرنے والے پر تاوان کی دگنی رقم مقرر کی گئی

۔

☆گم شدہ چیز چھپانے والے پر مالی تاوان زائد عائد کیا گیا۔

☆سونے کی انگوٹھی استعمال کرنے والے کی انگوٹھی پھینک دی گئی۔

☆ حضور ﷺ نے مسجد کی نماز باجماعت چھوڑنے والوں کے مکانات بھی جلانے

و قال الأعظمي : إسناده حسن (صحيح ابن خزيمة ج ۴ص۱۸ حديث نمبر:۲۲۶۶المؤلف : محمد بن إسحاق بن خزيمة أبو بكر السلمي النيسابوري الناشر : المكتب الإسلامي – بيروت ، 1390 – 1970 تحقيق : د. محمد مصطفى الأعظمي عدد الأجزاء : 4 الأحاديث مذيلة بأحكام الأعظمي والألباني عليها)

کا ارادہ فرمالیا تھا، لیکن پھر عورتوں اور بچوں کی وجہ سے ارادہ ترک فرمادیا۔

☆حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس بچھڑے کو جلوادیا تھا بنی اسرائیل جس کی عبادت کرنے لگے تھے۔

☆حضرت عمر بن الخطابؓ نے وہ مکان اور حضرت علی نے وہ بستی نذر آتش کرادی تھی جہاں شراب کا کاروبار ہوتا تھا۔

☆حضرت سعد بن وقاصؓ نے ایک محل (دارالامارت) تعمیر فرماکر دربان مقرر کیا تھا، امیر المؤمنین حضرت عمرؓ کو اس کی اطلاع ملی تو آپ نے وہ محل نذر آتش فرمادیا، اس حکم کی تنفیذ حضرت محمد بن مسلمہ کے ذریعہ کرائی گئی۔

☆جس دودھ میں ملاوٹ کی خبر ملتی حضرت عمر فاروقؓ اس کو زمین پر پھینکوادیتے تھے[81]۔

☆حضرت عمر نے زکوۃ ادانہ کرنے والوں کا مال ضبط کرلینے کا فرمان جاری کیا تھا[82]۔

☆ حضرت یحیٰی بن عبد الرحمن بن حاطب سے روایت ہے کہ حاطب کے غلاموں نے مزینہ کے ایک آدمی کی اونٹنی چرا کر ذبح کر لی۔ یہ مقدمہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں پیش ہوا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کثیر بن صلت کو حکم دیا کہ ان کے ہاتھ کاٹ دیئے جائیں۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میرے خیال میں تم لوگ انہیں بھوکا رکھتے ہو۔ مزید غور وفکر کے بعد آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

وَااللهِ لَأُغَرِّمَنَّكَ غُرْمًا يَشُقُّ عَلَيْكَ. ثُمَّ قَالَ لِلْمُزَنِيِّ كَمْ ثَمَنُ نَاقَتِكَ؟ فَقَالَ الْمُزَنِيُّ: قَدْ كُنْتُ وَااللهِ أَمْنَعُهَا مِنْ أَرْبَعِ مِائَةِ دِرْهَمٍ.

---

[81]-الطرق الحكمية في السياسة الشرعية ج ٢٢ ص ١٩-

[82]- السندي 7 / 604 ، 1 / 605 ، والبزازية 2 / 457 ، وابن عابدين 3 / 184-

فَقَالَ عُمَرُ رضی اللہ عنہ أَعْطِهِ ثَمَانَ مِائَةِ دِرْهَمٍ.

خدا کی قسم میں تمہیں اتنا تاوان کر دوں گا کہ تم تنگی محسوس کروگے۔ پھر مزنی سے فرمایا کہ تمہاری اونٹنی کی قیمت کیا ہو گی؟ مزنی نے کہا کہ خدا کی قسم میں چار سو درہم میں بھی بیچنے کے لیے تیار نہیں تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اسے آٹھ سو (۸۰۰) درہم دو[83]۔

☆حضرت سعد نے زیادتی کرنے والے غلام کو ضبط فرمالیا، اوراس کے مالکان کو واپس نہیں کیا:

عن عامر بن سعد، أن سعدا ركب إلى قصره بالعقيق، فوجد عبدا يقطع شجرا، أو يخبطه، فسلبه، فلما رجع سعد، جاءه أهل العبد فكلموه أن يرد على غلامهم – أو عليهم – ما أخذ من غلامهم، فقال: «معاذ الله أن أرد شيئا نفلنيه رسول الله صلى الله عليه وسلم، وأبى أن يرد عليهم»[84]

عہد نبوت سے عہد صحابہ تک کے یہ تمام واقعات بلاشبہ مالی سزاؤں سے متعلق ہیں ،اگر مالی سزا کا حکم منسوخ ہو چکا ہو تا تو خلفاء راشدین کو اس کی خبر کیوں نہیں تھی۔ اس سے اس دعوائے اجماع کی حقیقت بھی منکشف ہو جاتی ہے جو بعض علماء کی جانب سے پیش کیا گیا ہے۔

☆جہاں تک حکام کی بد عنوانیوں کا سوال ہے تو یہ اندیشے ہر جگہ ممکن ہیں ،ان کے تدارک کے لئے مضبوط نظام العمل بنایا جا سکتا ہے، اوران اندیشوں سے بچا جا سکتا ہے۔

---

[83]- مؤطأامام مالکؒ ج 2: 748، رقم: 1436، دار احیاء التراث العربي مصر۔ مصنف عبد الرزاق، 239/10، المجلس العلمی۔الھند۔

[84]- صحیح مسلم، 993/2، دار احیاء التراث العربی۔

ترجیح اور وجوہ ترجیح

ان مضبوط دلائل کے پیش نظر عدم جواز کے مقابلے میں جواز کا مسلک موجودہ حالات میں زیادہ لائق ترجیح محسوس ہوتا ہے، اور اس کی کئی وجوہ ہیں:

☆یہ تصور خلاف واقعہ ہے کہ مالی سزا اسلام کے مزاج کے خلاف ہے، اگر مالی سزائیں اسلام کے مزاج کے خلاف ہوتیں تو مختلف صورتوں میں دیت یا مالی کفارات کا حکم صادر نہ کیا جاتا، جب حدود اور کفارات کی صورتوں میں مالی سزائیں موجود ہیں تو تعزیرات میں مالی سزا کی گنجائش کیوں ممکن نہیں، فرق صرف تعین اور عدم تعین کا ہے، نفس سزا میں کوئی تفاوت نہیں ہے، دیت و کفارات کی آیات کریمہ ملاحظہ کریں:

وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ أَن يَقْتُلَ مُؤْمِنًا إِلاَّ خَطَئًا وَمَن قَتَلَ مُؤْمِنًا خَطَئًا فَتَحْرِيرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ وَدِيَةٌ مُّسَلَّمَةٌ إِلَى أَهْلِهِ إِلاَّ أَن يَصَّدَّقُواْ فَإِن كَانَ مِن قَوْمٍ عَدُوٍّ لَّكُمْ وَهُوَ مْؤْمِنٌ فَتَحْرِيرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ وَإِن كَانَ مِن قَوْمٍ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ مِّيثَاقٌ فَدِيَةٌ مُّسَلَّمَةٌ إِلَى أَهْلِهِ وَتَحْرِيرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ فَمَن لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ تَوْبَةً مِّنَ اللّهِ وَكَانَ اللّهُ عَلِيمًا حَكِيمًا[85].

☆لاَ يُؤَاخِذُكُمُ اللّهُ بِاللَّغْوِ فِي أَيْمَانِكُمْ وَلَـكِن يُؤَاخِذُكُم بِمَا عَقَّدتُّمُ الأَيْمَانَ فَكَفَّارَتُهُ إِطْعَامُ عَشَرَةِ مَسَاكِينَ مِنْ أَوْسَطِ مَا تُطْعِمُونَ أَهْلِيكُمْ أَوْ كِسْوَتُهُمْ أَوْ تَحْرِيرُ رَقَبَةٍ فَمَن لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلاَثَةِ أَيَّامٍ ذَلِكَ كَفَّارَةُ أَيْمَانِكُمْ إِذَا حَلَفْتُمْ وَاحْفَظُواْ أَيْمَانَكُمْ كَذَلِكَ يُبَيِّنُ اللّهُ لَكُمْ آيَاتِهِ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ.[86]

---

[85]- النساء: 92

[86]- المآئدۃ: 89

☆ وَالَّذِينَ يُظَاهِرُونَ مِن نِّسَائِهِمْ ثُمَّ يَعُودُونَ لِمَا قَالُوا فَتَحْرِيرُ رَقَبَةٍ مِّن قَبْلِ أَن يَتَمَاسَّا ذَٰلِكُمْ تُوعَظُونَ بِهِ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌO فَمَن لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ مِن قَبْلِ أَن يَتَمَاسَّا فَمَن لَّمْ يَسْتَطِعْ فَإِطْعَامُ سِتِّينَ مِسْكِينًا ذَٰلِكَ لِتُؤْمِنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَتِلْكَ حُدُودُ اللَّهِ وَلِلْكَافِرِينَ عَذَابٌ أَلِيمٌO[87]

☆دوسری بات یہ ہے کہ تعزیز کا تعلق جب حاکم کی صوابدید سے ہے تو اس سے مالی عقوبات کے استثناکے کوئی معنٰی نہیں ،بعض صورتوں میں مجرم کے لئے مالی سزائیں جتنی مؤثرہوتی ہیں ،غیر مالی سزاؤں کا وہ اثر نہیں ہوتا۔جس طرح کہ زانی کے متعلق حکم ہے کہ اگرحاکم مناسب سمجھے توبطور تعزیراس کوجلاوطن کر سکتا ہے۔غور کیجئے توجلاوطنی کامالی نقصانات سے بھی گہرا تعلق ہے۔

☆آج کے دور میں مختلف معاملات میں مالی تعزیرات کا رواج اتنا عام ہو گیاہے کہ اس سے بچنابہت مشکل ہے ،اسلامی قانون میں عرف اور تعامل کی بڑی اہمیت ہے۔۔اوراس کوترک کرنے میں جو حرج ہو سکتاہے اس کے لئے رفع حرج بھی معیار بن سکتاہے،۔۔۔

☆نیز ضرورت وحاجت کے وقت فقہاء نے دوسرے مذہب یااپنے ہی مذہب کے قول ضعیف پر عمل اور فتوٰی کی اجازت دی ہے،اس میں کسی اختلاف نہیں ہے۔

☆اسی طرح فقہاء کا اتفاق ہے کہ تعزیرات کے معیار میں زمان ومکان کے لحاظ سے فرق ہوسکتاہے،اس دور میں مالی جرمانہ(پلانٹی) کوجس طرح ہر مسئلے میں بنیادمان لیاگیا

87- الْمُجَادَلَة: 3-4

ہے،اس کا تقاضا ہے کہ قدیم معیار ترک کرکے تعزیر کے نئے معیار (یعنی تعزیر مالی) کو اختیار کیا جائے۔

قال القرافی : إن التعزیر یختلف باختلاف الأمصار والأمصار، فرب تعزیر فی بلاد یکون إکراما فی بلد أخر کقلع الطیلسان بمصر تعزیر وفی الشام إکرام[88]۔

☆ عصر حاضر میں جسمانی سزاؤں کا اختیار صرف حکومتوں کے ہاتھ میں ہے ،حکومت کی اجازت کے بغیر کسی کو جسمانی سزا دینا غیر قانونی اور باعث فتنہ ہے،ایسی صورت میں مالی تعزیرات کے علاوہ کوئی دوسری صورت باقی نہیں رہ جاتی ،لہٰذا بصورت مجبوری حضرت امام ابویوسفؒ کے قول پر فتویٰ دینے کی گنجائش معلوم ہوتی ہے،۔۔۔۔۔۔

اور چونکہ تعزیرات میں حدود کی طرح حاکم کی اجازت شرط نہیں ہے،بلکہ عام آدمی بھی قانون تعزیرات سے استفادہ کر سکتا ہے،اس لحاظ سے موجودہ دور میں تعزیرات مالیہ کو نافذ کرنا غیر شرعی نہیں ہو گا۔

وَقَالَ التُّمُرْتَاشِيُّ : يَجُوزُ التَّعْزِيرُ الَّذِي يَجِبُ حَقًّا لِلَّهِ تَعَالَى لِكُلِّ أَحَدٍ بِعِلَّةِ النِّيَابَةِ عَنْ اللَّهِ وَسُئِلَ أَبُو جَعْفَرٍ الْهِنْدُوَانِيُّ عَمَّنْ وَجَدَ رَجُلًا مَعَ امْرَأَةٍ أَيَحِلُّ لَهُ قَتْلُهُ ؟ قَالَ : إنْ كَانَ يَعْلَمُ أَنَّهُ يَنْزَجِرُ عَنْ الزِّنَا بِالصِّيَاحِ وَالضَّرْبِ بِمَا دُونَ السِّلَاحِ لَا يَقْتُلُهُ .وَإِنْ عَلِمَ أَنَّهُ لَا يَنْزَجِرُ إلَّا بِالْقَتْلِ حَلَّ لَهُ قَتْلُهُ ، وَإِنْ طَاوَعَتْهُ الْمَرْأَةُ يَحِلُّ قَتْلُهَا أَيْضًا .وَهَذَا تَنْصِيصٌ عَلَى أَنَّ الضَّرْبَ تَعْزِيرٌ يَمْلِكُهُ الْإِنْسَانُ وَإِنْ لَمْ يَكُنْ مُحْتَسِبًا ، وَصَرَّحَ فِي الْمُنْتَقَى بِذَلِكَ ، وَهَذَا لِأَنَّهُ مِنْ بَابِ إزَالَةِ

88-الفروق: ۴/۱۸۳،الفرق السادس والأربعون والمائتان۔

الْمُنْكَرِ بِالْيَدِ .وَالشَّارِعُ وَلَّى كُلَّ أَحَدٍ ذَلِكَ حَيْثُ قَالَ { مَنْ رَأَى مِنْكُمْ مُنْكَرًا فَلْيُغَيِّرْهُ بِيَدِهِ ، فَإِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَبِلِسَانِهِ } الْحَدِيثَ [89].

☆ایک اہم پہلو یہ بھی ہے کہ حضرت امام ابویوسفؒ چونکہ خود قاضی بلکہ قاضی القضاۃ تھے اوران چیزوں کا عملی تجربہ بھی رکھتے تھے،اس لئے ان کا قول دلائل کے ماسوا تجربات اور واقعیت پر بھی مبنی ہے،اور چونکہ تعزیرات کا تعلق زیادہ تر محکمۂ قضا سے ہے،اس لئے ان میں امام ابویوسفؒ کے قول کو ترجیح حاصل ہونی چاہئے۔واللہ اعلم بالصواب وعلمہ اتم واحکم

اختر امام عادل قاسمی

خادم جامعہ ربانی منوروا شریف بہار

۱۱/ محرم الحرام ۱۴۴۰ھ

---

[89]- شرح فتح القدير ج ۴ص۳۴۶ كمال الدين محمد بن عبد الواحد السيواسي سنة الولادة / سنة الوفاة 681هـ الناشر دار الفكر مكان النشر بيروت عدد الأجزاء